REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS INDIA AT NO. R.N. 61/57

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ     نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ     وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

POSTEL REGISTRATION NO P/GDP-3

جلد ۳۷     شمارہ ۲

مَتِّعْنَا تَعْمُرُکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۴۵ روپے
ششماہی ۲۳ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۶۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516.

۲۴ جمادی الاول ۱۴۰۸ ہجری     ۱۴ صلح ۱۳۶۷ ہش     ۱۴ جنوری ۱۹۸۸ ع

# اخبار احمدیہ

قادیان ۱۰ صلح جنوری سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع [illegible] اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ہفتہ زیر اشاعت کے دوران کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی احباب کرام اپنے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ مورخہ ۶/۱/۸۸ کو صبح ۹ بجے پاسپورٹ اور ویزہ پر پاکستان تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کی عدم موجودگی میں محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بطور قائمقام ناظر اعلیٰ اور محترم ملک صلاح الدین صاحب بطور قائمقام امیر مقامی فرائض بجا لا رہے ہیں۔ معہ مقامی طور پر جملہ درویشان کرام و احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

## پروگرام دورہ

### مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے انچارج وقف جدید

درج ذیل جماعتوں کا مورخہ ۱۵/۱/۸۸ سے مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے انچارج وقف جدید، مکرم مولوی عبد الحق صاحب انسپکٹر وقف جدید کے ہمراہ بغرض وصولی چندہ وقف جدید دورہ کر رہے ہیں۔ تمام احباب جماعت سے تعاون کی درخواست ہے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

| نام جماعت | رسیدگی | قیام | روانگی |
|---|---|---|---|
| نجیب آباد | ۱۵/۱/۸۸ | - | ۱۵/۱/۸۸ |
| شاہجہانپور | ۱۶/۱/۸۸ | ۱ | ۱۷ |
| لکھنؤ | ۱۷ | ۱ | ۱۸ |
| کانپور | ۱۸ | ۱ | ۱۹ |
| پٹنہ | ۱۹ | ۱ | ۲۰ |
| اردول | ۲۰ | ۱ | ۲۱ |
| آرہ | ۲۱ | ۱ | ۲۲ |
| پٹنہ | ۲۲ | ۱ | ۲۳ |
| کلکتہ | ۲۴/۱/۸۸ | ۱۸ | ۱۱/۲/۸۸ |
| دہلی | ۱۱/۲/۸۸ | ۱ | ۱۲ |
| راجستھان | ۱۲ | ۸ | ۲۰ |
| دہلی | ۲۱/۲ | ۲ | ۲۳/۲/۸۸ |

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(کی)

# مجلس علم و عرفان

منعقدہ ۲۶ تبوک (ستمبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء بمقام مانٹریال (کینیڈا)

مرتبہ:- محترمہ ثریا غازی صاحبہ لندن۔

سوال:- درود شریف میں ہم جو دعا مانگتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ۔ اس میں لفظ "کَمَا" کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- فرمایا۔ لفظ "کما" سے ایک خاص مشابہت کا اظہار مقصود ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو رحمتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئیں ہم ان کے برابر ہی رحمتیں اور انعام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی مانگ رہے ہیں۔ "کما" میں ایسی مشابہت ہے۔ جو انعامات کی مقدار اور شان کو ظاہر نہیں کرتی بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر انعامات نازل کئے اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نازل فرما۔ اور یہ ایک واضح حقیقت ہے۔ کہ جو انعام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کئے گئے۔ وہ ہر لحاظ سے حضرت ابراہیم پر نازل ہونے والی نعمتوں سے کئی گنا زیادہ افضل اور برتر ہیں یہاں لفظ "کما" کا استعمال کرنے میں ایک خاص حکمت تھی اور مشابہت ہی اس دعا کا بنیادی نقطہ ہے۔ فرمایا حضرت ابراہیم کی ایک بنیادی اور منفرد خصوصیت یہ تھی کہ آپ ابو الانبیاء تھے۔ آپ کی نسل اور آپ کے دین دونوں میں ایک کثیر تعداد انبیاء کرام کی پیدا کی گئی۔ اگرچہ حضرت موسیٰ نئی شریعت لائے تھے لیکن بنیادی خاکہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب ہی کا تھا جس کو زیادہ تفصیلی شکل دے دی گئی۔ درود شریف میں دعا مانگتے وقت ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اگر زیادہ نہیں تو اتنا حصہ ضرور مانگتے ہیں۔ جتنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا گیا۔ اس کو سمجھنے کے لئے ذرا تفصیل میں جانا پڑے گا۔

قرآن کریم اور احادیث نبوی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ مسلمان علماء کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے کوئی مرد پیدا نہیں ہوا۔ اسی طرح آپ کے سلسلہ دین میں کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اگر خاتم النبیین کے وہی معنے کئے جائیں جو یہ علماء کرتے ہیں تو وہ یہ بتائیں کہ وہ درود شریف کی اس دعا میں کونسی برکت اور انعام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگتے ہیں۔ ایک طرف وہ یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ کم از کم اتنے انعامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما جتنے اس سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل فرما چکا ہے۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کئے گئے انعامات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ان کو انبیاء کرام کی ایک لمبی لائن یکے بعد دیگرے دی گئی۔ جب ایک لائن ختم ہوئی تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے دوسری لائن شروع ہو گئی۔ لیکن دوسری طرف وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نبوت کے سلسلہ کو قطعی طور پر بند کر دیتے ہیں۔ ان دونوں حالتوں کے مابین اس قدر تضاد ہے جس کو قطعی طور پر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امام باقرؒ نے اس تضاد کو نوٹ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ وہ علماء جو خاتم کے لفظ کے معنی "ختم ہونا" مانتے ہیں۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہونے والی نعمتوں کو مانگتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۳)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۴ صلح ۱۳۶۷ ہش

# جماعتی اخوت اور محبت

اسلام کی نہایت درجہ حسین اور پاکیزہ تعلیم جہاں امت مسلمہ کی بقا اور ترقی کی ضامن ہے وہاں عالم انسانیت کے لئے بھی اس میں بے شمار رحمتیں اور برکتیں ودیعت کی گئی ہیں۔ اسی مقدس تعلیم کو حرز جان بنانے کے نتیجہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ظلم و استبداد اور وحشت و بربریت کی شکار دنیا میں ایک ایسا بہترین اور مثالی معاشرہ قائم کیا جس کی نظیر عہد گذشتہ میں کہیں ڈھونڈے نہیں ملتی۔

تاریخ شاہد ہے کہ ظہور اسلام سے قبل سطح زمین پر ہر سو ظلمت و جہالت کا دور دورہ تھا اور ساری دنیا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا انتہائی خوفناک نظارہ پیش کر رہی تھی۔ صدیوں سے سینوں میں سُلگ رہی خاندانی رقابتوں اور رنجشوں کی آگ نے ہر طرف جنگ و جدل اور قتل و غارت گری کا ایسا بازار گرم کر رکھا تھا کہ اس کے ہلاکت آفریں شعلے کسی طور بھی سرد ہونے کا نام نہ لیتے تھے۔ ایسے پُرفتن اور پُرآشوب دور میں اللہ تعالیٰ نے ہادی اعظم و رہبر کامل صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے مجسم رحمت بناکر مبعوث فرمایا۔ اور آپؐ کے ذریعہ عرب کے درندہ صفت انسانوں کو اسلامی اخوت کے ایک ایسے اٹوٹ رشتہ میں باندھ دیا جس کی طنابیں خونی رشتوں سے بھی کہیں زیادہ مضبوط اور مستحکم تھیں۔ نتیجتاً صدیوں سے چلی آرہی رنجشیں اور کدورتیں آن کی آن میں کافور ہوگئیں، سینوں میں بھڑک رہی بغض اور کینے کی آگ ہمیشہ کے لئے سرد پڑ گئی اور ایک دوسرے کی جان کے دشمن باہم شیر و شکر ہو کر یوں بھائی بھائی بن گئے کہ پھر زمانے کا کوئی لالچ اور کوئی خوف ان کے اس مقدس دینی رشتہ میں کبھی کوئی رخنہ پیدا نہیں کر سکا۔

سرزمین عرب پر رونما ہونے والے اس عدیم النظیر معاشرتی انقلاب میں دلوں کو موہ لینے والی کچھ ایسی غیر معمولی کشش اور تاثیر تھی کہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کا ایمان افروز تذکرہ اپنے پاک کلام قرآن مجید میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا اور آنے والی نسلوں کو اس عظیم الشان واقعہ کی یاد دلاکر یہ تاکیدی نصیحت فرمائی کہ:-

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا (آل عمران: ۱۰۴)

یعنی اے مسلمانو! تم اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑو اور کبھی پراگندہ مت ہو۔ اور اللہ کے اس احسان کو جو اس نے تم پر کیا ہے یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی جس کے نتیجہ میں تم اس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔

فی زمانہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے بھی چونکہ اسی نوع کی جماعتی شیرازہ بندی کی ضرورت تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نوشتوں کے مطابق تجدید و احیاء دین کی بابرکت آسمانی مہم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور اخوت اسلامی کے اس سوئے ہوئے رشتے کو بیدار کرنے کے لئے آپ کے قلب صافی میں اپنی جناب سے ایک خاص جوش اور جذبہ ودیعت کیا جس کے تحت خدا کے اس برگزیدہ مامور نے اپنی جماعت کے افراد کو بار بار یہ نصیحت فرمائی کہ وہ باہمی اخوت اور محبت کے اس رشتہ کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لئے ہمیشہ نرمی پیار، عفو و درگزر، احسان اور ہمدردی کو اپنا شعار بنائیں اور حتی الامکان کوشش کریں کہ اُن کی صفوں میں کبھی کوئی ایسا شگاف واقع نہ ہونے پائے۔ جو غلبہ اسلام کی آسمانی مہم کو ضعف پہنچانے کا باعث ہو۔ حضور فرماتے ہیں:-

"تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو۔ اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو۔ تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازہ کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص ... جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ۔ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔" (کشتی نوح صـ۱۲)

آج جب کہ اکناف عالم میں پھیلی ہوئی تمام جماعت احمدیہ اپنے سفر زندگی کا پہلا عظیم الشان سوسالہ جشن منانے کی تیاریوں میں پورے جوش اور جذبہ کے ساتھ مصروف عمل ہے دشمن بدخواہ کی نگاہیں بھی اس تاک میں ہیں کہ وہ جیسے تیسے ہمارے پروگرام اور منصوبوں کو نقصان پہنچائے اندریں حالات ہم سب کے لئے ضروری ہے کہ (باقی صـ۱۵ پر)

# نفرتوں کی آگ سے اُٹھا تعصب کا دھواں

نتیجۂ فکر محترم مولانا نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر ماہنامہ تحریک جدید ربوہ

دل میں ہے جب سے خدائے اعلیٰ و ادنیٰ مکیں
آسماں بھی ہے ہمارا، اور ہماری ہے زمیں
کیا ہوا اگر اُن کی آنکھوں میں اُتر آتا ہے خوں
ہم محبت کے امینوں کو کوئی شکوہ نہیں
وُہ گماں کے راستے پہ چل رہے ہیں گم کردہ راہ
اور ہماری راستی کی ہے بناء نورِ یقیں
تیری اُلفت سے ملا مخلوق سے الفت کا ڈھنگ
ہم تیرے ہیں تو تیرے بندوں کے پھر ہم کیوں نہیں
آسمانوں سے پرے بھی ایک گھر کی ہے تلاش
دل کی اِس سعیِٔ عمل پر آفریں صد آفریں
شور و غوغا سے کہیں پُرزور ہے میرا سکوت
بے کسی میری کبھی کس بل سے دب سکتی نہیں
ایک ذرا سی بات پر ہاتھ آگئے دونوں جہاں
ایک ذرا سی بات پہ کٹ جائیں گے دنیا و دیں
نفرتوں کی آگ سے اٹھا تعصب کا دھواں
اور زمانے بھر کی ساری صورتیں دھندلا گئیں
آیئے اِہلِ جُبّل کے دھو ڈالیں ہر اک سینے کے داغ
ایسی ہر خدمت کو حاضر ہے نسیمِ کمتریں

خطبہ جمعہ

# آپ مغلوب ہونے کیلئے نہیں بلکہ غالب آنے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں

## شرط یہ ہے کہ قرآن کریم سے غالب آنے کے راز سیکھیں اور اپنی نیکیوں کو نیک اعمال کی صورت میں ڈھالیں

## اس کے نتیجے میں آپ دیکھیں گے کہ آپ اور آپ کی اولاد ماحول سے خطرہ محسوس کرنے کی بجائے اس پر غالب آنے لگے گی

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۳ اخاء (اکتوبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء بمقام لاس اینجلس، امریکہ

محترم عبد الحمید غازی صاحب ۱۶ گرین ہال روڈ لندن کا مرتب کردہ یہ روح پرور اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بشکریہ کلیتاً اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے فرمایا:-

سفر کے دوران، جس کا آغاز کینیڈا سے ہوا، پھر امریکہ آیا اور یہاں یہ سفر نصف تک پہنچ چکا ہے، جہاں جہاں بھی جانے کا موقعہ ملا عموماً احباب جماعت نے

### ایک سوال

بڑی شدت کے ساتھ اٹھایا کہ جس ملک یا جن ملکوں میں ہم رہ رہے ہیں، یہاں کا معاشرہ اتنا گندہ ہو چکا ہے اور فضا اتنی زہریلی ہے کہ ہمیں اپنے بچوں کے مستقبل کے متعلق فکر ہے، اس لئے ہمیں کوئی ایسی ترکیب بتائیں جس پر عمل کرنے سے ہم آئندہ اپنے بچوں کے بارے میں مطمئن ہو سکیں کہ یہ اسلامی اقدار کے ساتھ چلیں گے، ساتھ جوان ہوں گے اور کسی طرح بھی یہ غیروں سے مرعوب نہیں ہوں گے۔

کینیڈا کی مجلس سوال وجواب میں بھی میں نے اس سوال کا جواب دیا اور بعد میں خصوصیت کے ساتھ واشنگٹن میں بچوں کے اجلاس میں بھی میں نے اس مضمون کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ چونکہ یہ سوال عام طور پر اٹھایا جا رہا ہے اور اکثر ذہنوں کو بے چین کر رہا ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ ان دونوں جوابوں کی اکٹھی ایک کیسٹ CASSETTE تیار کر لی جائے اور چونکہ اس خطبے میں بھی میں اسی کے ایک اور پہلو پر گفتگو کروں گا اس لئے اس کو بھی ساتھ شامل کر لیا جائے اور تمام امریکہ کی جماعتوں میں اس احتیاط کے ساتھ ان کیسٹس CASSETTES کو بھجوایا جائے کہ خلاء نہ رہ جائیں اگرچہ کیسٹس کا نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ دو تین سالوں میں کافی مضبوط ہو چکا ہے لیکن جب بھی میں نے تفصیلی جائزہ لیا ہے تو بہت سے خلاء ضرور دکھائی دیتے ہیں اور یہ کہنا درست نہیں کہ کسی ملک کی ہر جماعت میں باقاعدگی سے کیسٹ پہنچ رہے ہیں

اور اس جماعت کے ہر فرقہ کی ان تک رسائی ہے۔ یہ انتظام بھی ابھی نامکمل ہے کہ سنائی کیسے جائیں۔ اگر جماعت کو اکٹھا سنانے کا انتظام نہ ہو جس میں خطبات یا خصوصی پیغامات ہوں تو بسا اوقات بہت سے خاندان ایسے رہ جاتے ہیں جو اپنے طور پر سن ہی نہیں سکتے۔ علاوہ ازیں بھی اگر جمعے پر بھی انتظام کیا جائے تو آپ جانتے ہیں کہ جن ملکوں میں آپ بس رہے ہیں یہاں بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو جمعے پر حاضر ہی نہیں ہو سکتی۔ اور پھر مرد یا خواتین جو جمعے پر آتے ہیں ان کے بچے ضروری نہیں کہ ان کے ساتھ آسکیں۔ اس لئے خلاء کے احتمالات زیادہ ہیں بہ نسبت اس کے کہ یہ یقین کیا جائے کہ سب تک پیغام پہنچ رہے ہیں۔ اس لئے ایسے اہم مضامین جن کا جماعت کی تربیت کے ساتھ یا بچوں کے مستقبل کے ساتھ گہرا تعلق ہو ان کو زیادہ احتیاط، محنت کے ساتھ احباب جماعت تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس لئے جہاں اجتماعی انتظامات ہیں ان میں جائزہ لینا ضروری ہے کہ کتنے دوست تشریف لا سکے۔ جو تشریف لائے ان سے مل کے یہ طے کرنا چاہیئے کہ آپ اپنے بچوں کو کس طرح سنائیں گے جو نہیں آسکے ان تک پہنچانے کا انتظام اگر ان خطبات کے علاوہ عموماً بھی جماعت ایسا انتظام کرے اور اس توجہ کے ساتھ انتظام کرے تو اس سے بالعموم ساری دنیا کی جماعت کو بہت سے فوائد پہنچیں گے خطبات ایک ایسا ذریعہ ہیں جس کے ذریعے ساری دنیا میں خواہ کسی ملک سے تعلق رکھنے والی جماعتیں ہوں ان میں یکجہتی اور یکسوئی پیدا ہو سکتی ہے۔

### جماعت احمدیہ کے مقاصد میں ایک بڑا مقصد یہ ہے

کہ اسلام کو عالمی بنایا جائے۔ تمام عالم میں دوسرے مذاہب پر اسلام کو غالب کیا جائے اور ایک اسلامی مزاج ساری دنیا میں پیدا کیا جائے۔ اس مزاج کو پیدا کرنے کے لئے خلافت سے ساری جماعتوں کی وابستگی سب سے بڑا ذریعہ ہے جو دنیا میں کسی اور مذہبی جماعت کو امتیازی

"یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دعائیں منظور ہوتی ہیں"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۰)

فون:- 27-0441

GLOBEXPORT.

پیشکش:- گلوب ربر مینوفیکچررس ۲۲ رابندرا سرنی۔ کلکتہ ۷۳......

حاصل نہیں اور پھر ہر ہفتے ایک ہی قسم کے مزاج کو دنیا میں پیدا کرنے کی خاطر ایک ہی خطبے کو ہر جگہ پھیلانا اور ایسے خطبے کو پھیلانا جس کو سننے والا یہ سمجھتا ہو کہ میرا اس بیان کرنے والے سے ایسا گہرا روحانی تعلق ہے کہ جو باتیں یہ کہہ رہے ہیں میں عہد کر چکا ہوں کہ انہیں توجہ سے سنوں گا اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہ بات بھی دنیا میں کسی اور مذہبی نظام کو حاصل نہیں۔ اس لئے اگر اس، دنیا کی وحدت کسی جماعت سے وابستہ ہے تو یہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے جو نظام مہیا فرما دیا ہے جو انتظامات ممکن کر دیئے ہیں اگر خود یہ جماعت اس سے استفادہ نہ کرے تو پھر دنیا کی وحدت تو درکنار اپنی وحدت کو بھی برقرار نہیں رکھ سکے گی۔ اور میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ بسا اوقات اس کمی کی وجہ سے مختلف جماعتوں کے مزاج مختلف ہونے لگتے ہیں۔ جہاں باقاعدگی سے خطبات پہنچانے کا انتظام نہیں وہاں کئی قسم کے ایسے خیالات، توہمات دلوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کا ساتھ ساتھ علاج نہیں ہو رہا ہوتا۔ اور وہاں مختلف مزاج کی جماعتیں پرورش پا رہی ہوتی ہیں۔ دوسری جماعتوں سے فرق کے ساتھ ان کی تربیت ہو رہی ہوتی ہے۔ اس لئے بالعموم بھی بہت ضروری ہے اور خصوصاً ایسی جگہ جیسے لاس اینجلیز (LOS ANGELES) ہے جہاں جماعتیں بہت پھیلی ہوئی ہیں۔ گھروں کے درمیان فاصلے بہت ہیں، شہر بہت بڑا ہے بد اثرات بہت زیادہ ہیں اور ایک مسجد اگر بنا بھی دی جائے تو تب بھی اس مسجد تک سب کی رسائی عملاً ممکن نہیں ہے۔ تو ایسی جماعتوں میں تو خصوصیت کے ساتھ انتظام ضروری ہے کہ ہر گھر سے ان کا رابطہ مکمل رہے اور ہر بڑے چھوٹے تک خلیفہ وقت کی آواز میں وہ باتیں پہنچیں جن پر عمل کرنا وقت کے تقاضوں کے لحاظ سے خصوصیت سے بہت ضروری ہے۔

اس تمہید کے بعد میں اس مضمون کی طرف آتا ہوں جس کا ذکر میں نے شروع میں چھیڑا کہ

## بچوں کی حفاظت کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

جو باتیں میں پہلے بیان کر چکا ہوں انہیں دہرانے کی ضرورت نہیں لیکن قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ کو خصوصیت کے ساتھ پیش نظر رکھتے ہوئے آج میں اس مضمون پر روشنی ڈالوں گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھود ۱۱۵:۱۱)

کہ یقیناً حسنات برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ ایک ایسا مضمون ہے جس کے متعلق بالعموم بہت ہی غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ برائیاں نیکیوں کو کھا جاتی ہیں۔ اور اس وجہ سے یہ خوف پیدا ہوتا ہے کہ ہم ایسے ماحول میں ہیں جو برا ہے اس لئے ہمیں خطرہ ہے کہ برائی ہم پر غالب نہ آجائے قرآن کریم نے اس مضمون کو بالکل برعکس شکل میں پیش فرمایا ہے۔ فرمایا اگر تم واقعی اچھے ہو تو تمہیں برائی سے خوف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ برائیاں تم سے خوف کھائیں گی کیونکہ برائیوں کی فطرت میں یہ کمزوری داخل ہے کہ حسنات کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور حسنات ان پر ضرور غالب آتی ہیں۔ یہ ایک ایسا بالکل نیا اچھوتا مضمون ہے جس کا دنیا کے دوسرے مذاہب میں اشارۃً تو شاید ذکر ملے۔ مگر اس طرح وضاحت

کے ساتھ اس قوت کے ساتھ آپ کو دنیا کی کسی انسانی کتاب میں اس مضمون پر روشنی پڑتی دکھائی نہیں دے گی چنانچہ اس مضمون کو مزید تقویت دیتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

(بنی اسرائیل ۸۲:۱۷) کہ دیکھو حق آگیا ہے اور اب باطل کے مقدر میں بھاگنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ لازماً باطل کو بھاگنا ہوگا ..... اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا اس کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ بھاگے ...... اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ .. کے پیغام کے ساتھ جب یہ وضاحت قرآن کریم میں موجود ہے اس کے بعد کسی احمدی کے لئے اس خوف کی تو ضرورت بہرحال نہیں کہ معاشرہ کی برائیاں ہماری بھلائیوں کو کھا جائیں گی۔ لیکن کچھ اور خوف کی ضرورت بہرحال ہے۔ اس لئے ہمیں اس خوف کا تجزیہ کرنا ہوگا کہ اصل قصہ کیا ہے کیونکہ محض یہ کہہ دینا کہ تم اچھے ہو، اس لئے تم ضرور غالب آؤ گے۔ یہ کافی نہیں ہے۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بہت سے خاندان ارد گرد کے ماحول سے متاثر ہوتے ہیں۔ اپنی اُن خوبیوں کو بظاہر چھوڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جن پر وہ بظاہر قائم دکھائی دیتے تھے اور برائیوں کی طرف سرکتے ہوئے نظر آتے ہیں ان کی اولادیں ضائع ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہوتی ہیں ان کے مزاج بدل جاتے ہیں۔ اُن کے دین کے معاملات اور رجحانات میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کی آنکھوں میں وہ تعلق قائم نہیں رہتا جو اچھے تربیت یافتہ بچوں کی آنکھوں میں دکھائی دینا چاہیے۔ دین سے اپنائیت دکھائی نہیں دیتی۔ ایک غیریت اور اجنبیت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو ایک طرف یہ واقعات ہمیں دکھائی دے رہے ہیں ان سے ہم کیسے آنکھیں بند کر سکتے ہیں کیسے کہہ سکتے ہیں کہ حسنات چونکہ برائیوں کو کھا جاتی ہیں اس لئے ہمیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بے فکر رہیں۔ ہماری خوبیاں خود بخود غالب آجائیں گی

تو ان دو تضادات میں، بیچ میں کون سی ایسی راہ ہے جسے ہم تلاش کریں اور سب سے پہلے تو یہ کوشش کریں کہ ان تضادات کا وجود ممکن کیسے ہے۔ قرآن کریم تو سچائی ہے اور

## ایک سچائی کا دوسری سچائی سے تضاد ہو ہی نہیں سکتا

یہ ناممکن ہے کہ قرآن کریم ایک بات بیان فرما رہا ہو، حقائق اس کی مخالفت کر رہے ہوں اس لئے اس تجزیہ کے لئے مزید غور کرنا ہوگا۔ اس ..... مسئلے کو حل کرنا ہوگا کہ یہ تضاد ہے کیوں ہمارا مشاہدہ کچھ اور بتا رہا ہے۔ قرآن کریم کی آیت کچھ اور بیان فرما رہی ہے اور ان دونوں میں گویا مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم ہی سچا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ ہمارا مشاہدہ بھی درست ہے مگر ان دونوں کے درمیان جو تضاد ہے وہ ہماری نظر کی کمی کی وجہ سے ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ مثلاً لوگ ضائع ہو رہے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھے تھے اور اچھے ہونے کے باوجود ضائع ہو گئے۔ یہ بات غلط ہے۔ وہی ضائع ہوتے ہیں جو اچھے نہیں ہیں۔ جن میں حسنات ہیں وہ کبھی ضائع نہیں ہوا کرتے جن میں خوبیاں ہیں انکی خوبیاں لازماً غالب آیا کرتی ہیں ہاں جنہیں زعم ہو کہ ہم اچھے ہیں۔ جنہیں دھوکا ہو کہ ہم خوبیوں پر قائم ہیں جو سمجھتے ہوں کہ ہم ٹھوس مقامات پر فائز ہیں لیکن بیچ میں سے وہ کھوکھلے مقامات ہوں ریت کے محلوں پر کھڑے ہوں ان لوگوں نے تو گرنا ہی گرنا ہے۔ اس لئے نسلیں بھی وہی ضائع ہوتی ہیں جو حسنات سے خالی ہوتی ہیں۔ ان لوگوں کی نسلیں ضائع ہوتی ہیں جنکو حسنات کا زعم ہوتا ہے لیکن عملاً وہ حسنات سے خالی ہوتے ہیں۔ اور یہ اصول یقینی اور قطعی ہے کہ برائیاں حسنات کو نہیں کھایا کرتیں خلاؤں میں داخل ہوا کرتی ہیں۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش: عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان حبیب ساری مارٹ، صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

حسنات کے نام سے آپ کے سینے اور آپ کے اعمال بھر نہیں سکتے۔ وہ عمل سے بھرتے ہیں جو حسنہ اور نیک عمل ہو۔ نیک عادات سے بھرتے ہیں۔ پس آپ کے وجود اگر نیک ناموں سے تو وابستہ ہوں اور بظاہر اردگرد نیکی کا ملمع بھی موجود ہو لیکن اندر سینے میں خلا ہو۔ آپ کے اعمال میں خلا ہو تو قانونِ قدرت ہے کہ خلا باقی نہیں رہا کرتا۔ اس خلا کو ضرور کوئی چیز بھرتی ہے۔ اگر نیکی سے نہیں بھرا تو بدی اُس کو ضرور بھرے گی۔ اِس لئے قرآن کریم جب یہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ تو مراد یہ ہے کہ

## اپنے نفوس کا پہلے جائزہ لو

اگر بُرائیاں تم پر غالب آرہی ہیں تو یقین کرو کہ تمہارے اندر حسنات موجود نہیں ہیں۔ یقین کرو کہ تمہیں وہم ہے کہ تم اچھے ہو۔ اور اپنے خلاؤں کو تلاش کرو۔ اور ان خلاؤں کو نیکیوں سے بھرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ جو وجود نیکیوں سے بھر جاتے ہیں اُن پر کبھی بدی غالب نہیں آیا کرتی۔

چنانچہ قرآن کریم اس مضمون کو عملاً تاریخ کی روشنی میں بھی پیش فرماتا ہے۔ انبیاء کرام کا آغاز ہمیشہ ایسے ماحول میں ہوتا ہے جس پر بدی غالب آچکی ہوتی ہے۔ ہر طرف بدی کا دَور دَورہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم اس نقشے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے، اس طرح بیان فرماتا ہے کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (روم: ۴۲) خشکی اور تری، سارے بدیوں سے بھر گئے تھے۔ کوئی جگہ بھی فساد سے خالی نہیں تھی۔ ایک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم کیا گیا اور اُسی دن سے مسلسل آپؐ کی زندگی کے آخری سانس تک، بدیوں کو بھاگنا پڑا اور آپؐ کی نیکیوں کو اُن پر غالب آنا تھا اور غالب آکر رہیں۔ ایسے گندے ماحول میں قدم رکھ کر اُس کو، اپنے گردوپیش کو نور سے بھر دیا۔ اور ایسی حیرت انگیز حسنات عربوں کو عطا کیں کہ اُن کی کیفیت بدل گئی۔ اُن کی کایا پلٹ گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو نثر اور نظم میں بیان فرماتے ہیں اور بڑی گہرائی سے اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔ کہ کس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکیاں تھیں جو ماحول پر غالب آئیں اور ہر وہ وجود جو نیک وجود پیدا ہوا وہ آپؐ کی نیکیوں کی برکت سے پیدا ہوا۔ اور یہی مضمون آج بھی جاری ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی جماعت کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں ہی ہیں جو پہلے بھی غالب آئی تھیں اور آج بھی غالب آئیں گی۔ اُن کے سوا دنیا میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لئے انہیں اپنائے بغیر، ہتھیاروں سے لیس ہوئے بغیر میدان میں نکلنا، پھر یہ خیال کر لینا کہ ہم اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو بچا سکیں گے یہ درست خیال نہیں ہے۔ یہ تو ویسی بات ہے کہ لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں۔ غالب کہتا ہے کہ ؎

اِس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا۔ لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں۔

تو جہاں تو محبت ہو وہاں، اس چیز کو سادگی کہہ دیتے ہیں۔ لیکن جہاں محبت نہ ہو اور جذبات سے عاری نظر سے دیکھا جائے وہاں اس چیز کا نام حماقت ہوتا ہے۔ انتہائی بے وقوفی کہا جا سکتا ہے۔ پس ایسی قوم جو ہتھیاروں کے بغیر نکلے اور دنیا پر غالب آنے کے دعوے کرے وہ حماقت میں تو مبتلا قرار دی جا سکتی ہے۔ اُس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی دُور کا بھی امکان ہے کہ یہ کبھی دُنیا پر غالب آجائے گی۔ اسی لئے قرآن کریم نے بعض چھوٹی چھوٹی آیات میں حکمتوں کے دریا بند کر رکھے ہیں۔ جیسے کوزے میں دریا بند کرنے کا محاورہ ہے، واقعۃً قرآن کریم میں ایسے کوزے ہیں جن میں حکمتوں کے دریا بند ہیں۔ پس اس چھوٹی سی آیت کریمہ میں ہمیں اپنی کمزوریوں کی طرف توجہ دلا دی۔ ہمیں یہ بتایا کہ ہمارا مقام کیا ہے۔ ہمیں یہ سکھایا کہ

## اگر ہم اپنی نسلوں کو بچانا چاہتے ہیں

تو پہلے اپنے آپ کو بچائیں۔ جب تک ہم اپنے وجود کو نیکیوں سے نہیں بھرتے اُس وقت تک آئندہ نسلوں کی حفاظت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ تو امر واقعہ یہ ہے کہ وہی لوگ ہیں جن کی اولادیں ضائع ہوتی ہیں۔ جن کے اندر خلا ہیں جو خود مادیت سے پہلے متاثر ہو چکے ہوتے ہیں۔ جو خود اپنا سر خم کر چکے ہوتے ہیں دُنیا کے رُعب کے سامنے۔ اور اُن کی برائیوں کو بظاہر برائیاں سمجھتے ہوئے بھی، اُن کی طرف اُن کو جانے دیتے ہیں۔ اور اُس وقت تشویش محسوس نہیں کرتے جب بچے بڑے ہو جاتے ہیں جب اُن کی عادات پختہ ہو جاتی ہیں تو اُس وقت اُن کا کوئی نیکی کا جذبہ، جیسے اُن کو اچانک ہوش آجائے، اُٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ اچھا، میری اولاد تو ضائع ہو رہی ہے۔ اُس کو بچانے کی کوشش کی جائے۔

قرآن کریم بتاتا ہے کہ بچانے کی کوشش ہمیں اپنی ذات سے کرنی پڑے گی اگر ہمارے دل نیکیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ہمارے اعمال حسن ہیں تو پھر نہ ہمیں کوئی خوف ہے نہ ہماری اولاد کو کوئی خوف ہے۔ کیوں کہ ایسی صورت میں ہم اپنی اولاد کو بھی صحیح معنوں میں نیک بنانے کی بچپن سے کوشش کر سکتے ہیں۔ اگر یہ نہیں ہے، اگر دُنیا سے مرعوب ہیں تو پھر کوئی ایسی ترکیب کارگر نہیں ہوگی جو میں آپ کو زبانی بتا سکوں۔

اب اِس پہلو سے آپ اپنا جائزہ لیں، اپنے گردوپیش کا جائزہ لیں اپنی تمناؤں کے رُخ دیکھیں۔ کس طرف ہیں۔ کن باتوں سے آپ کو خوشیاں ہوتی ہیں۔ کن باتوں سے دل غموں سے بھر جاتے ہیں۔ اگر وہ دُنیا کی معلومات ہیں، جیسے آپ کو بتاتے ہیں کہ ہم نے اس طرح حاصل کر لیں، اتنے بڑے کارنامے حاصل کئے۔ غیر معمولی، خاص ذہین گروپوں میں ہم شامل ہو گئے اور اُن کی انگریزی سُن کر آپ مرعوب ہو جاتے ہیں۔ اُن کے اچھے نمبر دیکھ کر آپ مرعوب ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی آپ کو خیال نہیں آتا کہ بچپن سے ان کے اندر دین کی محبت پیدا نہیں ہو سکی۔ قرآن کریم کی تلاوت اچھی نہیں کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کی باتیں نہیں کرتے۔ اگر اُن کے اندر بچپن ہی سے دین کی محبت کا جذبہ پیدا نہیں ہوا اور آپ فکرمند نہیں ہوتے۔ غیر معمولی طور پر آپ غمگین اور اداس نہیں ہو جاتے، بے چین نہیں ہوتے اس بات کو محسوس کر کے شروع ہی سے دعائیں نہیں کرتے تو پھر آپ کے اندر خلا ہیں اور یہ خلا ایسے ہیں جن کو بدیوں نے بہرحال بھرنا ہے۔ کیونکہ قانونِ قدرت ہے کہ کوئی جگہ خالی نہیں رہ سکتی۔

یہ خلا ہیں جو بچوں میں بڑے ہو جایا کرتے ہیں۔ بعض اوقات انسان کو اپنے خلا دکھائی نہیں دیتے۔ لیکن بچے کے آئینے میں وہ خلا دکھائی دینے لگتے ہیں۔ بچہ ماں باپ کی تصویر بنا رہا ہوتا ہے اور ماں باپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بچے کی شکلیں ہیں جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ ماں باپ کا اندرونہ بچوں میں منعکس ہو رہا ہوتا ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر حالت میں ایسا ہو۔ مگر میں

## دُنیا کے عمومی قوانین

بتا رہا ہوں۔ عام طور پر قومی تاریخیں اس طرح بنتی اور بگڑا کرتی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے ایک اور جگہ واضح طور پر یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو خدا کو یاد کرتے ہیں اور خدا کو یاد رکھتے ہیں وہ نہیں بگڑا کرتے۔ اُن کی اولادیں بگڑا کرتی ہیں جو آہستہ آہستہ خدا کو یاد کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن اُن کو پتہ نہیں لگتا۔ اولاد کو خطرہ ہوتا ہے۔ اولادیں جا کر وہ تصویر نمایاں ہو جاتی ہے چنانچہ جو خدا کو یاد رکھنے والے ہیں اُن پر تو غیر غالب نہیں آسکتا۔ جو خدا کو یاد رکھنے کا دعویٰ رکھتے ہیں اُن میں بھی بسا اوقات برائیاں نمایاں طور پر دکھائی نہیں دیتیں۔ لیکن اُن کی اگلی نسل اس پول کو کھول دیتی ہے اور اُن کی کمزوریوں کے راز طشت از بام ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (الحشر: ۲۰-۱۹)

دیکھو اپنی اولادوں کی فکر کرو۔ اگر تم یہ فکر نہیں کرو گے کہ کل کے لئے، کل آئندہ زمانے کیلئے تم کیسے لوگ آگے بھیج رہے ہو تو تمہیں اس کا شدید نقصان پہنچے گا۔ اور تمہارے وہ اعمال جن کے نتیجے میں آئندہ اولادیں خراب ہوں گی، وہ خدا کی نگاہ میں ہیں۔ یعنی تمہارے اعمال میں انکا اثر تمہاری اولادوں پر ظاہر ہونے والا ہے تمہیں وہ اثر دکھائی نہیں دے رہا لیکن آئندہ اولادیں ایسی ہیں جنکے بارے میں تم پوچھے جاؤ گے۔

## یہ ہے وہ بنیادی مضمون

جس پر اگر آپ غور کریں تو یہ مسئلہ آپ کو اور زیادہ وضاحت سے سمجھ آجائیگا۔ فرماتا ہے، خدا تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔ خوب باخبر ہے۔ اور اس طرز بیان میں زور اس بات پر دیا گیا ہے گویا تم باخبر نہیں ہو مگر خدا باخبر ہے۔ تم بے خبر ہو اور خدا باخبر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ تمہیں معلوم نہیں کہ تم کیا کر رہے ہو۔ لیکن اللہ خوب خبر رکھتا ہے۔ یہ ہے بنیادی بیان۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ فرمایا گیا ہے کہ اپنی اولادوں کی فکر کرو۔ مراد یہ ہے کہ تمہارے بعض اعمال ایسے ہیں تمہیں علم ہی نہیں کہ اُن کے کیا اثرات پیدا ہو رہے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ ان کے اثرات تمہارے تک محدود نہیں رہیں گے۔ آئندہ نسلوں تک پھیلیں گے اس لئے اے تقویٰ اختیار کرنے والو! خوب خیال رکھو اور فکر کرو۔ کہ آئندہ زمانوں کے لئے تم کیا بھیج رہے ہو۔

پس اس وضاحت کے ساتھ خوب معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم ایسے اعمال کی بات کر رہا ہے جن کا اثر مستقبل پر پڑتا ہے۔ اور انسان کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا اعمال ہیں۔ لیکن خدا جانتا ہے۔ مستقبل پر وہ ضرور اثر دکھائیں گے اس لئے متنبہ فرماتا ہے۔ فرمایا: وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ ایسے لوگوں کی طرح نہ ہو جو خدا کو بھول جائیں۔ کیونکہ پھر خدا اُن کو اپنے حال سے بے خبر کر دیتا ہے اَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ وہ خود اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں۔ اب دیکھو اس مضمون کا اُس سے کتنا گہرا اور براہِ راست تعلق ہے جو قوم اپنے اعمال سے بے خبر ہو رہی ہے جو اپنے آپ کو بھول رہی ہے۔ اسی کی تفسیر بیان فرمائی گئی ہے اگلی آیت میں اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ خدا جانتا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو اور تم نہیں جانتے کہ تم وہ ہو جو خدا کو بھول چکے ہو۔ اور جو خدا کو بھول جائیں، خدا اُن کو اپنا آپ بھلا دیا کرتا ہے، اپنے حال سے بے خبر کر دیتا ہے۔ اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آئندہ پھر فاسق نسلیں پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔

اس لئے سب سے پہلے اپنی فکر کریں۔ اولاد کی باری تو بعد میں آئیگی اگر آپ کے رجحانات درست ہیں۔ اگر آپ کا اللہ تعالیٰ سے گہرا تعلق ہے اگر آپ خدا کو نہیں بھولے تو پھر آپ کے دل خدا کے نور سے بھرے رہیں گے۔ اور اُن پر بدی غالب نہیں آسکتی۔ خدا کا ذکر کرنے والی قوموں پر غیر اللہ کو غلبہ نصیب نہیں ہو سکتا۔

اس مضمون کو قرآن کریم کی ایک اور آیت بھی بیان فرما رہی ہے جہاں شیطان نے خدا تعالیٰ سے اجازت مانگی ہے کہ مجھے قیامت تک موقعہ دے کہ میں تیرے بندوں کو آزماؤں۔ اور انہیں راہِ راست سے بھٹکانے کی کوشش کروں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ٹھیک ہے، جو تیرا زور ہے لگا، اپنے لاؤ لشکر لے کر میرے بندوں پر چڑھ دوڑ۔ لیکن میں تجھے یہ بتاتا ہوں کہ جو میرے بندے ہیں اُن پر تو غالب نہیں آسکے گا۔ جو میرے ہو چکے ہیں اُن پہ تیرا کوئی زور نہیں چلے گا۔ اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ

## حقیقی نیکی کے اُوپر بدی غالب آہی نہیں سکتی

بلکہ حقیقی نیکی ہے جو بدیوں کو ختم کرتی ہے۔ اس لئے اگر ہمارے اندر کمزوریاں اور خلا ہیں اور ہماری نیکیوں کے خول ہیں جن کے اندر رابطہ کوئی نہیں۔ اُن کے اندر حقیقت میں کوئی ٹھوس وجود نہیں ہے، بلکہ چھلکے ہیں۔ تو پھر ایسے چھلکوں کو تو بدیاں ضرور کھا جائیں گی۔

سب سے پہلے اپنے نفس کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ اپنے ماحول کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ میاں بیوی دونوں، جن کی اولاد ہے جو فکر کرتے ہیں کہ اُن کی اولاد کا کیا بنے گا۔ اُن کو پہلے اپنی فکر کرنی چاہیئے۔ اُن کو اپنے تعلقات پہلے اسلامی رنگ میں درست کرنے چاہئیں۔ اپنے ماحول کو درست کرنا چاہیئے، اپنے رجحانات کو درست رکھنا چاہیئے۔ ہر بات میں دین کو فضیلت دینے کی عادت ڈالنی چاہیئے اگر سارا دن گھر کے ماحول میں دُنیا کی لذتوں کی باتیں ہو رہی ہوں۔ یہ ذکر چل رہے ہوں کہ فلاں کے پاس فلاں چیز آگئی ہے اور ہم نے یہ چیز ابھی لینی ہے۔ اس طرح ہم مکان بنائیں گے۔ اس طرح ہم یہ کریں گے اور وہ کریں گے۔ اس طرح اولاد کو اچھی تعلیم دلوائیں گے اور وہ دُنیا میں بڑے آدمی بنیں گے۔ اگر ذکر ہی یہ چلتے ہوں اور مقابلے ہوں آپس میں مادیت کے حصول کے لئے تو پھر یہ خیال کر لینا کہ ہماری اولاد نیک ہی رہے، بہت اچھی ہو۔ یہ خیال تو اچھا ہے مگر نتیجہ اس کا اچھا نہیں نکلا کرتا۔ اچھے نتائج کے لئے خیالات کے ساتھ ٹھوس حقائق کا تعلق ہونا ضروری ہوا کرتا ہے

پس اس پہلو سے سارے امریکہ کی جماعتوں اور کینیڈا کی جماعتوں کو جن تک یہ آواز پہنچتی ہے، خصوصیت کے ساتھ اور تمام عالم کی جماعتوں کو بالعموم قرآن کریم کے بیان کردہ اس نکتے کی طرف بہت گہری توجہ کرنی چاہیئے۔ آپ حسنات پر قائم ہیں کہ نہیں۔ یہ پہلا سوال ہے۔ آپ کے دل واقعۃً نیکی کی طرف مائل ہیں کہ نہیں۔ کیا آپ دین کو دُنیا پر فضیلت دیتے ہیں کہ نہیں دیتے۔ اگر ان سوالات کے جوابات مثبت ہیں تو میں قرآن کریم کی زبان میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی اولادیں انشاء اللہ تعالیٰ ضائع نہیں ہوں گی۔ سوائے اس کے کہ بعض دوسری حماقتیں اور کمزوریاں آڑے آجائیں اور وہ بدقسمتی کے ساتھ اولاد پر بد اثرات ڈالدیں۔ بعض دفعہ لوگ نیک بھی ہوتے ہیں، خوبیوں سے مزین ہوتے ہیں لیکن خبردار نہیں ہوتے۔ چنانچہ قرآن کریم نے ہمیں خبردار رہنے کی طرف بھی بار بار توجہ دلائی ہے۔ اسی لئے بعض نیکوں کی اولادیں بھی ضائع ہو جاتی ہیں۔ وہ خود نیک ہوتے ہیں مثلاً ماں اور باپ دونوں نیکیوں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں تہجد پڑھ رہے ہیں۔ خدا کو یاد کرتے ہیں۔ لیکن قرآن کریم فرماتا ہے یہ بھی کافی نہیں ہے۔ تمہیں باخبر رہنا پڑے گا، ہوشمند رہنا پڑے گا۔ کہ دیکھو کہ تمہاری اولاد کدھر جا رہی ہے۔ اگر سچی نیکیاں ہوں اور ہوشمندی ساتھ شامل ہو جائے۔ اگر اولاد کی طرف گہری فکر والی توجہ پیدا ہو جائے تو پھر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ اولادیں ضائع نہیں ہوا کرتیں۔ جو کمزوریاں ان معاشروں میں ہیں، وہ کمزوریاں میری نظر کے سامنے ہیں، میں اُن سے خوب واقف ہوں۔ لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ایسے

## سینکڑوں احمدی خاندان

ہیں جو انہی کمزور ماحولوں میں پل رہے ہیں اور اُن کو کوئی خطرہ نہیں۔ اُن کے بچے بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ صحیح خطوط پہ جوان ہو رہے ہیں وہ خود بھی اپنے آپ کو نہ صرف محفوظ سمجھتے ہیں بلکہ ارد گرد اپنے ماحول پر بھی نیک اثرات مترتب کرتے چلے جا رہے ہیں۔ پس وہ قرآن کریم کی اس سچائی کے زندہ ثبوت ہیں اور باقیوں کے لئے وہ روشنی کا مینار ہیں۔ اُمیدیں اُن سے وابستہ ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا بعض خاندانوں میں ممکن ہے تو باقی خاندانوں میں کیوں ممکن نہیں۔ اس لئے سب سے پہلے تو اس احساسِ کمتری کو دور کریں کہ آپ گویا بدیوں سے خوف کھا سکتے ہیں۔ یا بدیاں آپ پر غالب آسکتی ہیں۔ قرآن کریم خبر دیتا ہے کہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ تم نیکیوں پر قائم رہو تو بدیاں تم سے بھاگیں گی تمہیں بدیوں سے بھاگنے کی ضرورت نہیں۔

پس وہ لوگ جو مجھ سے پوچھتے ہیں کہ اولاد کی خاطر ہم ملک کو چھوڑ جائیں، اُن کو میں یہی جواب دیتا ہوں کہ اگر آپ اتنے کمزور ہیں کہ آپ بچ نہیں سکتے تو پھر بہتر یہی ہے کہ دُنیا چھوڑ دیں اور دین کو فضیلت دیں۔ بھاگ جائیں یہاں سے، لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

بھاگنا زیب دیتا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ساری دُنیا کی تقدیر بدلنی ہے اور اپنے غلاموں کے ذریعے بدلنی ہے۔ اُن کے ذریعے بدلنی ہے جو آپؐ کے پیچھے چلنے والے، آپؐ سے محبت کرنے والے، آپ کی سُنّت کو زندہ کرنے والے ہیں۔ اگر وہی میدان چھوڑ کر بھاگنے لگیں تو پھر دُنیا کی تقدیر کون بدلے گا۔ کہاں سے لوگ آئیں گے۔ آسمان سے ایسی باتوں کے لئے فرشتے تو نازل نہیں ہوا کرتے۔ زمین فرشتے اُگایا کرتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت سے آج بھی ایسے فرشتے دنیا میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہو رہے ہیں اور یقین ہے کہ آئندہ بھی انشاء اللہ ہوتے رہیں گے۔

تو اپنے اندر پہلے احساس پیدا کریں مضبوطی کا، قوت کا۔ واضح طور پر یہ بات سمجھ لیں کہ آپ مغلوب ہونے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے، غالب آنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ قرآن کریم سے غالب آنے کے راز سیکھ لیں...... کہ اس فلسفے کو خوب اچھی طرح جان جائیں کہ خلا سے دُنیا فتح نہیں ہوا کرتی۔ ٹھوس باتوں سے دنیا فتح ہوا کرتی ہے۔ پس اپنی نیکیوں کو یا اپنے نیک تصورات کو نیک اعمال کی صورت میں ڈھالیں۔ اپنے خلاؤں کا جائزہ لیتے رہیں۔ اُنہیں بھرنے کی کوشش کریں اور اس کے نتیجے میں آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ بھی اور آپ کی اولاد بھی ماحول سے خطرہ محسوس کرنے کی بجائے ماحول پر غالب آنے لگے گی۔

یہ تو ایک عمومی بات ہے۔ سوال یہ ہے کہ خلا بھرنے کیسے ہیں؟ قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو بات صاف نظر آجاتی ہے۔ کہ ہر وقت انسان کو اپنا نگران رہنا پڑتا ہے۔ ہر وقت متلاشی رہنا پڑتا ہے۔ حقیقت میں

## تقویٰ کا مضمون اِس چیز سے بڑا گہرا تعلق رکھتا ہے

تقویٰ کا ایک معنی "خوف" کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ "خوف" کس بات کا ہے اللہ سے تو خوف نہیں کھایا جاتا۔ ان معنوں میں 'اللہ کوئی ڈرنے والی چیز تو نہیں۔ وہ تو بڑا پیارا وجود ہے' اُسے تو اپنایا جاتا ہے۔ ہر وقت اُس کی باتیں ہوتی ہیں۔ جس کا خوف ہو' انسان اُس کا تو ہر وقت ذکر نہیں کرتا رہتا۔ اس لئے جب آپ تقویٰ کے مضمون کو سمجھیں گے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو یہ نیکیاں پیدا کرنے کا مضمون بھی خود بخود سمجھ آجائے گا۔ جس چیز سے آدمی ڈرے۔ بھوت ہے' یا بچے بھوتوں سے ڈرتے ہیں یا چڑیلوں کے نام سے خوف کھاتے ہیں۔ جتنا آپ اُن کا ذکر کریں گے اتنی ہی اُن کی چیخیں نکلیں گی ڈر کے مارے' یہ کیا کر رہے ہو۔ اس لئے کبھی آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بھوتوں اور چڑیلوں سے خوف کھاؤ اور ہر وقت بھوتوں اور چڑیلوں کا ذکر کرتے رہو۔ جس چیز سے آدمی ڈرتا ہے' اُس سے بھاگتا ہے۔ اُس کے نام سے بھی بھاگتا ہے۔ پس جو بھی مطلب ہے تقویٰ کا یہ مطلب بہر حال نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دوڑو اور اللہ تعالیٰ کو بُلا سمجھو اور مصیبت جانو۔ اس تقویٰ کا کیا مطلب ہے؟

تقویٰ کا اصل مطلب یہ ہے کہ اللہ سے ایسا پیار کرو کہ ہمیشہ یہ خوف دامنگیر رہے کہ کبھی خدا ہمیں چھوڑ نہ دے۔ کہیں ہم سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے کہ خدا کے ہم سے تعلق میں کمی آجائے۔ یہ خوف ہے۔ یہ خوف نہیں کہ خدا ہمارے قریب نہ آجائے کہیں، نعوذ باللہ من ذٰلک۔

پس تقویٰ کا مضمون آپ سمجھیں تو خوفِ خدا کا مطلب ہی اُس سے محبت ہے اصل میں۔ جس شخص سے محبت زیادہ ہو جائے اُس کے بارے میں یہ خوف ضرور دل میں دامنگیر ہوتا ہے، ہر وقت آدمی وہموں میں مبتلا رہتا ہے کہ کہیں میرا محبوب مجھ سے ناراض نہ ہو گیا ہو۔ فرضی باتوں پہ بھی، دل میں وہم پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ فارسی میں محاورہ ہے "عشق است و ہزار بدگمانی"۔ ایک عشق اور ہزاروں بدگمانیاں۔ بدگمانیاں ان معنوں میں کہ اوہو، فلاں وقت جو مجھے نہیں دیکھا پوری طرح۔ کہیں ناراض تو نہیں تھا؟ فلاں وقت اُس نے یہ بات نہ کی، کہیں یہ مراد تو نہیں کہ مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو۔ چنانچہ مجھے بھی ان معنوں میں اس بات کا تجربہ ہے کہ جو لوگ خلافت سے غیر معمولی عشق اور محبت رکھنے والے لوگ ہیں' کبھی اتفاقاً سے بھی اگر آنکھ اُن کی طرف نہ اُٹھے تو اُن کے خط آنے شروع ہو جاتے ہیں ہم سے پتہ نہیں کیا غلطی ہو گئی ہے۔ کہیں آپ ہم سے ناراض تو نہیں۔ پہلے آپ ہمیشہ ہمیں دیکھتے تھے، مُسکراتے تھے، بات کرتے تھے۔ اس دفعہ گزر رہے، سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ اور بھی کئی قسم کی باتیں۔ لیکن ہر ڈاک میں کوئی نہ کوئی ایسا خط آتا ہی رہتا ہے کہ وہم دامنگیر ہے کہ کہیں ناراض تو نہیں ہو گئے۔ ایک دوست کو یہی فقرہ میں نے جواب میں لکھا تھا کہ ناراض تو نہیں ہوں لیکن یہ پتہ لگ گیا ہے کہ تمہیں محبت بہت ہے کیونکہ "عشق است و ہزار بدگمانیاں"۔ ہر دفعہ تمہیں بدگمانی ہو جاتی ہے کہ کہیں میں ناراض نہ ہو گیا ہوں۔ تو اگر اسی مضمون کو ہم خدا کی طرف آگے بڑھائیں تو پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ

## تقویٰ والوں کی زندگی کیسے بسر ہوتی ہے

ہر وقت، ہر حالت میں اُن کو یہ خوف دامنگیر رہتا ہے کہ میرا محبوب کہیں مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ یا ناراض نہ ہو گیا ہو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی صحابہؓ ان وہموں کے ساتھ حاضر ہوا کرتے تھے ان فکروں کو بیان کیا کرتے تھے۔ یا رسول اللہ! بعض دفعہ کئی کئی دن ایسے گزرتے ہیں کہ اللہ کی محبت اور اس کے ذکر میں [illegible] بعض دوسرے [illegible] اُس طرح دل مچلتا نہیں جیسے بعض دوسرے دنوں میں مچلتا ہے۔ اُس طرح دل میں پیار کے ولولے نہیں اُٹھتے۔ تو ہم ڈرتے ہیں کہیں ہلاک نہ ہو جائیں۔ خدا جانے کیا ہو گیا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مختلف طریق سے اُن کو سمجھاتے، تسلی دیتے۔ یہ ہے تقویٰ۔ اور اسی کے نتیجے میں نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ پس ایک شخص اگر خدا تعالیٰ کے متعلق یہ باتیں سوچتا ہے کہ وہ کسی طرح مجھ سے ناراض نہ ہو۔ آج میں نے کوئی ایسی بات تو نہیں کی کہ وہ مجھ سے ناراض ہو گیا ہو۔ کل تو مجھ سے کوئی ایسی بات نہیں ہوئی تھی جس سے اُس کے تعلق میں کمی محسوس ہوئی ہو۔ یا اُس کے مقابل پر کہ یہ محسوس کرے کہ خدا نے کب، کس طرح مجھ سے پیار کا اظہار کیا ہے اور اگر کمی ہے تو اب کمی کیوں آئی ہے؟ یہ وہ خلا ہیں آپ کے ساتھ، تو ان کو پہلے بھریں۔ اگر غفلت کی حالت میں آپ زندگی گزار رہے ہیں تو آپ کی ساری زندگی خالی ہے..... وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنْسٰهُمْ أَنْفُسَهُمْ کا یہی مطلب ہے۔ کہ تم لوگ خدا کو بھلا ہی بیٹھے ہو۔ تمہاری زندگی میں وہ ہمیشہ ساتھ رہنے والا وجود ہی نہ رہا ہو۔ تو پھر کیسے گمان کر سکتے ہو کہ تمہاری اور تمہاری نسلوں کی حفاظت ہو گی اور تم اپنے حال سے باخبر ہو گے۔ اِن معنوں میں خدا کو یاد رکھیں کہ ہمیشہ دلوں پر اور ذہنوں پر غالب رہے۔ ذہن بار بار اُس کی طرف پرواز کرنا شروع کر دیں۔ عادت پڑ جائے کہ جسم کی ہر حرکت اُس کی طرف مائل ہونے لگ جائے۔ ہمیشہ مسلم ہو جائیں۔ اللہ کی طرف جھکاؤ کی طبیعت پیدا ہو جائے۔ تو پھر اس کے نتیجے میں آپ کو خلا بھی دکھائی دیں گے اور اُن کو بھرنے کا طریقہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ ورنہ ایک خطبے میں تو کیا' سینکڑوں خطبوں میں بھی میں اُن تمام امکانی خلاؤں کا ذکر کر نہیں سکتا۔ ہر انسان کی کیفیت مختلف ہے۔ ہر انسان کی کمزوریاں مختلف ہیں، ہر انسان کی خوبیاں مختلف ہیں۔ اور معاشرے کا اُس پر اثر مختلف رنگ میں پڑتا ہے۔ اُس کے مزاج کا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے سوائے اِس نسخے کے اور کوئی نسخہ میں آپ کو نہیں بتا سکتا۔ کہ ان معنوں میں اللہ کا تقویٰ اختیار کریں جن معنوں میں میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ جو میں نے قرآن کریم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ہے کہ ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہے آپ کے ساتھ کہ پتہ نہیں خدا مجھ سے پیار کر رہا ہے یا نہیں کر رہا۔ تعلق ہے یا نہیں ہے۔ جب یہ فکر کریں گے تو آپ کا تعلق خود بخود بڑھنے لگے گا۔ آہستہ آہستہ اس مضمون میں آپ کو مزا آنا شروع ہو جائے گا۔ اور مستقل آپ کے ساتھ اصلاح کا ایک ایسا ذریعہ چمٹ جائے گا جو کسی حالت میں آپ کو نہیں چھوڑے گا۔ دن رات، سوتے جاگتے، رفتہ رفتہ یہ خیال غالب آنا شروع

ہو جائے گا۔ پس

## اِس خیال کے ساتھ آپ اپنی اصلاح کا سفر شروع کریں

تو مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کا کوئی معاشرہ کبھی آپ پر غالب نہیں آسکے گا۔ ممکن ہی نہیں ہے کہ خدا سے پیار کرنیوالوں، خدا کا ذکر کرنیوالوں، خدا کی محبت کے ضائع ہونے کے خوف میں، ہر دم مرتے رہنے والوں پر دنیا کا کوئی معاشرہ غالب آسکے۔ جب یہ تعلق آپ کا قائم ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ، تو یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ اپنے بچوں کے ساتھ بچپن ہی سے خدا کا ذکر نہ کریں۔

جن لوگوں کے اوپر خدا کا خیال غالب رہتا ہے وہ لازماً بچپن ہی سے اپنے بچوں سے ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ بچپن سے ہی اُن کو خدا کے پیار کی باتیں سکھاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ احمدیت میں تو یہ عام بات ہے اور بہت سے ایسے خاندان جن سے میری ملاقات ہوتی ہے سفر کے دوران اُن کے بچوں کو دیکھ کر مَیں فوراً پہچان جاتا ہوں۔ کہ اُن کے ماں باپ کیسے ہوں گے۔ بعض بچے ہیں شروع سے ہی اُن کی اداؤں سے پتہ چلتا ہے کہ اُن کو اللہ تعالیٰ سے پیار ہے۔ اور وہ باتیں ہی اللہ تعالےٰ کی کرتے ہیں۔ اپنے اپنے رنگ میں۔ غلطیاں بھی کرتے ہیں، مگر بچوں کے ساتھ یہ چیزیں لگی ہوئی ہیں۔ ایک بات جو قطعی ہے وہ یہ ہے کہ اُن کے ماں باپ نے ضرور بچپن سے ہی اُن میں خدا کا پیار پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

یہ وہ ایک ترکیب ہے جو ہر دوسری ترکیب سے زیادہ وزن رکھتی ہے۔ آپ کا پیار خدا سے، ضرور منعکس ہوگا آپ کے بچوں کے دل میں۔ اور پھر اُسی چیز سے آپ خوف کھائیں گے جو آپ کے بچوں کو خدا سے دُور لے جانے والی ہے اور آپ کے بچے، اُس کو آپ کی نظروں میں دیکھیں گے آپکے چہرے پر اُن کی بُرائی کا غم ظاہر ہوگا ۔۔۔

جتنا بھی بوجھ ڈال دیں اُتنا ہی بوجھ بچے اُٹھا لیتے ہیں۔ جو یہ رحم کرتے رہیں کہ ہم اتنا بوجھ نہیں ڈالیں گے، گویا بعد میں سکھائیں گے۔ جتنا بچے اُس سے پہلے سیکھ چکے ہوتے ہیں، اُس عمر کے بعد بہت کم مزید سیکھنے کی اہلیت اُن میں رہتی ہے۔ اِسی لئے شروع میں، یعنی زبان میں تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ بچے چھ چھ، سات سات، زبانیں فر فر بولتے ہیں اور بالکل ساری زبانیں مادری زبان کی طرح بولتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے ماں باپ نے شروع ہی سے اُن پر یہ بوجھ ڈالدیا۔ اِسی لئے بچوں کی فراست سے آپ خوف بھی کھا سکتے ہیں۔ اُن سے اُمیدیں بھی وابستہ کر سکتے ہیں۔ ماں باپ کے دلوں کی کمزوریاں، بُرائیاں بچے اپنے ماں باپ کی آنکھوں میں، اُن کے چہرے بُشرے میں پڑھ لیا کرتے ہیں۔ اُن کے دلی رجحانات کیا ہیں، دلی تمنائیں کیا ہیں، یہ بچوں سے اوجھل نہیں رہا کرتیں۔ اسی طرح ماں باپ کی خوبیاں بھی۔ اور یہ بات کہ ماں باپ کا دل کس بات میں اٹکا ہوا ہے۔ بچے شروع سے ہی بخوبی جانتے ہیں اور اُسی کے مطابق وہ پرورش پانے لگتے ہیں۔ اِس لئے اگر ہمیشہ آپ کے دل میں خدا کا تعلق موجود رہے۔ ہمیشہ آپ کے دل میں یہ گمان رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو گیا ہو اور ایسا نہ ہو کہ اپنے ایسے اعمال کئے ہوں جن کو خدا نے پیار سے نہ دیکھا ہو۔ اور ایسے اعمال سے محروم رہ گیا ہوں جن کو خدا پیار سے دیکھتا ہے۔ اِس تفصیل کے ساتھ اگر روز مرّہ آپ اپنا جائزہ لینا شروع کریں اور ذہن میں یہ ایک لگن لگا لیں تو مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے بچوں کے اوپر بھی یہ پرتو پڑنا شروع ہو جائے گا۔ اور خود بخود ایک قانونِ قدرت کے طور پر اُن کے اوپر خدا کی محبت غالب آنے لگے گی۔

یہ ایک نسل کا تجربہ نہیں۔ سینکڑوں نسلوں کے تجربے ہیں۔

## ہمیشہ یہ طریق کارگر ثابت ہوا ہے

پہلے بھی، آج بھی، آئندہ بھی یہ کارگر رہے گا۔ اس لئے اس پہلو سے اپنا جائزہ لیں۔ اب جب مَیں کہتا ہوں کہ خدا سے پیار کر لیا کریں، آپ کے ذہن میں ہر وقت اُس کا تصور رہے۔ تو بظاہر یہ آسان بات ہے معمولی سی بات دکھائی دیتی ہے۔ آپ سب کہتے ہوں گے کہ بڑا آسان طریقہ مل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیا کریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو تقویٰ کی اس تعریف کے ساتھ یاد کرنا اتنا آسان نہیں جتنا آپ سمجھ رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر یاد کے ساتھ کچھ تقاضے وابستہ ہو جاتے ہیں۔ اور اُن تقاضوں کو جب آپ نظر انداز کر دیتے ہیں تو یاد مٹ جاتی ہے وہ کالعدم ہو جاتی ہے۔ اگر آپ کو بھوک لگی ہے اور آپ کچھ کھانا چاہتے ہیں لیکن کھانے کے لئے آپ کو کچھ پیش کیا جائے اور آپ نہیں کھاتے تو بھوک بے معنی ہو جاتی ہے۔ اگر پیاس کا دعویٰ کرتے ہیں اور پانی آپ کو مہیا کر دیا جاتا ہے یا آپ کی پسند کا شربت پیش کر دیا جاتا ہے اور آپ نہیں پیتے تو آپ اُس پیاس کو کالعدم کر دیتے ہیں۔ یا وہ پیاس جھوٹی تھی یا پھر آپ عقل نہیں رکھتے کہ وہ پیاس بجھانے کا سامان بھی پیدا ہوا اور آپ نے اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ تو اس طرح خدا کی یاد کے ہر لمحہ تقاضے ہونگے۔ خدا کے پیار کے نتیجے میں ہر دفعہ مطالبے شروع ہو جائیں گے کہ اچھا تم مجھے یاد کرتے ہو مجھ سے پیار کرتے ہو تو پھر یہ بھی کرو وہ بھی کرو۔ ہر دفعہ جب یہ بھی کرو، وہ بھی کرو کی آوازیں اُٹھیں گی اس پیار سے، تو ہر دفعہ آپ محسوس کریں گے کہ مَیں تو یہ کرنیکا اہل ہوں نہ وہ کرنیکا اہل ہوں۔ اُس وقت آپ کو پتہ چلے گا کہ آپ کی محبت ایک رومانی محبت تھی، ایک افسانوی قصہ تھا جس کا حقیقت سے تعلق نہیں۔ پھر ایک اَور خوف دامنگیر ہو جائے گا اور وہ خوف یہ ہوگا کہ مَیں جو فرضی طور پر خدا کے پیار کے دعوے کرتا رہا ہوں یہ تو اَور بھی زیادہ گناہ ہے۔ مَیں کھوکھلی زندگی پر راضی ہو گیا ہوں۔ میری حالت کیسی ہے! مَیں کیسے اسے تبدیل کروں؟ چنانچہ ایک ایسا خوف، پیدا ہوتا ہے دل میں، اس کے نتیجے میں۔ جب انسان اپنے تصور کو عمل کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اُس کی زندگی پر ایک زلزلہ طاری ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں بہت سے سوئے ہوئے شعور بیدار ہونے لگتے ہیں۔ جس طرح برسات کے ساتھ زندگی کی کئی قسمیں اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں اور اچانک یوں لگتا ہے کہ ساری دنیا جاگ اُٹھی ہے۔ اسی طرح

## انسان کے اندر بھی بے شمار دُنیائیں ہیں جو سوئی پڑی ہیں

اُن کو خدا کا خوف بیدار کرتا ہے۔ اور جس طرح مَیں آپ کو بتا رہا ہوں ان مراحل سے آپ گزریں گے تو پھر آپ محسوس کریں گے کہ یہ کیا واقعہ ہے اس کے بغیر آپ اس کو نہیں سمجھ سکتے۔ جب خدا کے پیار کے ذکر کے ساتھ مطالبے پیدا ہوں گے اور آپ اپنے آپ کو نااہل پائیں گے پھر آپ کے اندر کئی قسم کے اَور خوف بیدار ہونے شروع ہو جائیں گے۔ ہلچل مچ جائے گی۔ پھر آپ کو محسوس ہوگا کہ کتنے امور ایسے ہیں جن کی طرف آپ کو توجہ کرنی چاہئے تھی۔ آپ نہیں کر سکے۔ ایک ایسے رستے پر آپ چل پڑیں گے جو روحانی انقلاب کا رستہ ہے۔ تب آپ کو محسوس ہوگا کہ دراصل تو دامن خالی خالی تھا۔ اور جب مَیں یہ کہتا ہوں تو یہ مضمون ایک اتنا وسیع مضمون ہے کہ اس کی گہرائی اور وسعت کو میرے اس stand سے سمجھ ہی نہیں سکتے۔ وہ صاحب فراست، صاحب فہم و معرفت لوگ جنہوں نے اس رنگ میں خدا کو پانے کی کوشش کی ہے اور اپنے خلاؤں کو بھرنے کی کوشش کی ہے وہ بسا اوقات ساری عمر کے سفر کے بعد بھی اپنے آپ کو خالی دیکھتے ہیں۔ اور سچی معرفت کا یہی تقاضا ہے یہی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خدا کی عظمتوں سے انسان اپنے آپ کو پوری طرح بھر سکتا ہی نہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ایسا لامتناہی مضمون ہے کہ انسان کے اندر مزید کی طلب پیدا ہو جاتی ہے اور انسان جتنی ترقی کرتا چلا جاتا ہے اُتنا ہی اپنی کمزوریوں کی طرف اس کی نگاہ اَور زیادہ حسرت کے ساتھ پڑنے لگتی ہے۔ اور زیادہ کمزوریاں دریافت کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ ایسے صاحبِ عرفان وجود جب خدا کو مخاطب ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ؎

کِرمِ خاکی ہُوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہُوں
ہُوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار[1]

تو وہ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا ہم میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ تو نے کیا ہم میں دیکھا کہ ہمیں چن لیا۔ ہم تو کسی لائق بھی نہیں تھے۔ بے شمار محبت اور عشق کے ترانے دل سے اُٹھتے ہیں جو مرے سرے سننے والوں کو عجیب دکھائی دیتے

[1] (دُرِّ ثمین)

ہیں۔ جب وہ ایسے صاحبِ عرفان لوگوں کی یہ باتیں سُنتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کو خدا نے اس دُنیا کا امام بنا دیا، اتنا بڑا مقام عطا کیا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے کامل غلام بنا کر اس دنیا کی امامت پر کھڑا کر دیا۔ اور وہ یہ کہتا ہے ؎

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے ٭ گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار
میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف ٭ پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار
یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند ٭ ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

یہ مضمون جو آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے سُنتے ہیں تو آپ حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیا بات ہے۔ جن کی ہم نے بیعت کی، جن کو ہم نے اپنا امام مانا، جن کو خدا نے ہمارا امام بنایا۔ اُن کی یہ حالت ہے آپ تعجب سے ان باتوں کو دیکھتے ہیں اور غیر تضحیک سے ان باتوں کو دیکھتا ہے اور مجالس میں بیان کرتا ہے۔ کہ لو جی دیکھو! یہ مرزا صاحب ہیں جنہوں نے دُنیا کا امام ہونے کا دعویٰ کیا، کہتے ہیں خدا نے مجھے چن لیا۔ اور پھر کہتے ہیں ؎

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ٭ ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

ایسا شخص کیا دُنیا کی سرداری کرے گا۔ اور کیسے دُنیا کی راہنمائی کا اہل ہوگا؟ وہ نادان نہیں جانتے کہ ایسے وجود جب وہ خدا کو مخاطب ہوتے ہیں تو خدا کی عظمتوں کے مقابل پر اپنے آپ کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور

## خدا کی عظمتوں کو جاننے والا

صاحبِ عرفان آدمی خدا کے مقابل پہ اپنے آپ کو بالکل ذرّہ ناچیز اور حقیر اور ذلیل ترین وجود سمجھنے لگتا ہے۔ اُس پر یہ روشن ہو جاتا ہے کہ جس کی طرف وہ حرکت کر رہا ہے وہ لامتناہی وجود ہے اُس کی کوئی حد نہیں۔ وہ حسنات کا درجۂ کمال ہے اُسی سے حسنات پھوٹتی ہیں اور اُسی کی طرف لوٹتی ہیں۔ اور اس کے مقابل پر وہ جو اپنی حیثیت کو دیکھتے ہیں تو وہ چھوٹی ہوتی ہوتی رفتہ رفتہ نظر سے غائب ہو جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کو دیکھنے والے کے متعلق آپ تصور کریں کہ اس کا کیا حال ہوگا۔ دُنیا کے دیکھنے والے بھی دراصل جب صاحبِ عرفان ہوتے ہیں تو دُنیا کے معاملات میں بھی اپنی یہی حیثیت پاتے ہیں۔ چنانچہ سائنسدان جب عالم پر غور کرتے ہیں نئی نئی کائناتیں جو دریافت ہو رہی ہیں اُن پر نظر ڈالتے ہیں تو رفتہ رفتہ خود سمٹنے لگتے ہیں۔ اور یہ بیان کرتے ہیں کہ ساری کائنات پر غور کرنے کے بعد، اسے دیکھنے کے بعد ہماری حیثیت تو کیا، ہماری دنیا کی بھی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ ریڈرز ڈائجسٹ، ( Reader's Digest ) میں ایک اٹلس ( ATLAS ) ہے اس میں آپ ساری کائنات کا نقشہ دیکھیں۔ وہاں ایک اشارہ ( Arrow ) آپ کو نظر آئے گا۔ ایک ایسے سپاٹ ( Spot ) کی طرف جو سپاٹ خود نظر بھی نہیں آرہا۔ اور نقشے کے اُوپر نوٹ دینے والا لکھتا ہے کہ ہمارے سولر سسٹم ( Solar System ) ' سورج اور سارے سیارے ' یہاں کہیں واقع ہیں۔ لیکن اس کائنات کے مقابل پر اتنے چھوٹے ہیں کہ نکتے کی شکل میں بھی دکھائی نہیں دیئے جا سکتے۔ کیونکہ نکتہ جتنی جگہ لے گا وہ اس سے زیادہ ہوگی جتنی اس کائنات کے مقابل پر ہمارے سولر سسٹم (نظامِ شمسی) کو ملنی چاہیئے۔ تو کہتے ہیں ہم یہاں کہیں ہوں گے۔ وہ جو خدا کی ہستی میں سفر کرتا ہے جس پر خدا روشن ہوتا ہے، آپ تصور تو کریں کہ اس کی دنیا سمٹ کے کیا رہ جاتی ہوگی۔ اس کا کچھ بھی وجود باقی نہیں رہتا۔ اور پھر وہ مزید حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے اندر مزید سفر اختیار کرتا ہے۔ مزید تلاش کرتا ہے، وہ راہیں جن سے خدا راضی ہو، جن سے خدا اس کے اُوپر پیار ہو اور اس کے وجود کے اندر جذب ہونا شروع ہو جائے اس لئے یہ سفر نا متناہی سفر ہے۔ خلا بھرتے رہیں گے اور نئے خلا پیدا ہوتے رہیں گے۔ لیکن

## جو خدا کے حسن اور پیار سے بھر چکے ہوں

اُن پر دُنیا کی کوئی بدی غالب نہیں آسکتی۔ یہ مضمون ہے جس پر آپ کو کامل یقین رکھنا چاہیئے۔ خدا ہی ہے جو ان خلاؤں کو بھر سکتا ہے کیونکہ

آپ کی تمنائیں اُس کی طرف ہو جاتی ہیں، آپ کی توجہ اُس کی طرف پھر جاتی ہے اور باقی ساری دُنیا اس کے مقابل پر بے معنی ہو کے دکھائی دینے لگتی ہے۔ اس طرح آپ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دُعائیں کرتے ہوئے امریکہ ہو یا روس ہو یا دُنیا کا کوئی بھی خطہ ہو، وہاں زندگی بسر کریں۔ آپ کے اندر ایک حیرت انگیز عظمت کا احساس بیدار ہوگا جو اس کامل انکسار کا ایک طبعی نتیجہ ہے۔ کامل انکسار کے نتیجے میں ایک ایسی عظمت نصیب ہوتی ہے جو خدا کے فضل کے نتیجے میں نصیب ہوتی ہے۔ انسان کو ایک قوت محسوس ہوتی ہے وہ جانتا ہے کہ وہ غالب آنے والا ہے، کہ وہ قوی ہے اور ہو نہیں سکتا کہ غیر اللہ کبھی اس کے اوپر غالب آسکے۔ پھر یہ سارے خوف خود بخود مٹ جائیں گے۔ ان کی کوئی حیثیت ہی باقی نہیں رہے گی۔ آپ کے بچے بھی آپ سے بچپن ہی میں یہ عظمت کردار حاصل کریں گے۔ اس سوسائٹی میں سر اٹھا کر چلنے والے بنیں گے۔ پس اس رنگ میں اگر آپ یہاں جینا سیکھ سکتے ہیں۔ اور اس رنگ میں جینے کے لئے خدا سے دُعائیں مانگنا چاہتے ہیں اور دُعائیں مانگتے ہیں تو پھر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو کوئی خطرہ نہیں نہ آپ کو خطرہ ہے نہ آپ کی اولادوں کو خطرہ ہے۔ اور آپ کی اولادوں کو بھی تبھی خطرہ ہوگا جب پہلے آپ کو خطرہ ہوگا۔ پہلے اپنے خطرات کا مقابلہ کریں کامیابی کے ساتھ اور پھر اپنی اولاد کی طرف خبرداری کی ساتھ، ہوشیار نگاہیں ڈالیں۔ اور جس طرح قرآن کریم نے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے، اپنی نیکیوں کے ساتھ اولاد پہ نظر کرتے ہوئے، خدا پر توکل کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔ خدا کا یہ کلام یقیناً سچا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار یقیناً غالب ہے۔ اس لئے اپنے غلاموں کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار سے بھرنا شروع کریں اور یقین رکھیں آپ ہی ہیں جو دنیا پر غالب آئیں گے اور آپ کے نتیجے میں دُنیا کی تقدیر بدلے گی۔ دُنیا آپ کی تقدیر نہیں بدل سکے گی۔ کتنی ضرورت ہے اس ملک کو آپ کی۔ یعنی جب میں یہ سنتا ہوں تو مجھے ایک اور غم لگ جاتا ہے کہ یہ تو اسلام کے سفیر تھے جن سے میں یہ باتیں سن رہا ہوں۔ یہ ان ملکوں میں اس لئے گئے تھے کہ ان ملکوں کے حالات بدلیں اور ان ملکوں کی خرابیوں کو دور کریں یہ کیسے سفیر ہیں جو یہ خوف کھا رہے ہیں کہ ان کی بُرائیاں ہم پر غالب آجائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والا انسان، اور یہ فکر اُس کو دامنگیر ہو کہ غیر اُس پر غالب نہ آجائے۔ یہ باتیں زیب نہیں دیتیں آپ کو۔ یہ چھوٹی اور کمینی باتیں ہیں۔

## آپ بہت عظیم باتوں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں

آپ محسوس تو کریں کہ آپ ہیں کون! ان معنوں میں، انکسار کی اس شرط کے ساتھ اپنی اس عظمت کو سمجھیں کہ آپ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو رہے ہیں اور آپ کو ساری دُنیا پر غالب آنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ پہلے دَور میں آپ نے یہ کر کے دکھا دیا ہے۔ دوسرے دَور میں آپ نے اس بات کو سچا ثابت کر کے دکھانا ہے۔

پس دُعا کیجئے، ہمت کے ساتھ نیکیوں کا سفر اختیار کریں۔ میری تو دُعائیں آپ کے ساتھ ہیں اور ہم سب کی دُعائیں مل کر میں یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا کی حفاظت کی فصیل ہمارے اردگرد کھڑی کریں گی۔ جن کے اُوپر کسی دُشمن کو غالب آنے کی توفیق نہیں مل سکے گی۔

## خُطبہ ثانیہ :-

نمازِ جمعہ کے ساتھ نمازِ عصر جمع ہوگی اور عصر کی نماز میں دو رکعتیں پڑھوں گا کیونکہ مسافر ہوں۔ اور وہ جو مسافر ہیں وہ بھی میرے ساتھ ہی سلام پھیریں گے۔ باقی سب مقامی لوگ، سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو کر باقی دو رکعتیں پوری کریں اور پھر سلام پھیریں۔ آپ میں سے جو بڑے ہیں وہ تو ان مسائل کو جانتے ہی ہوں گے لیکن بسا اوقات اپنے بچوں کو وہ مسائل نہیں بتاتے جن کا آپ کو خود علم ہے۔ یہ بھی ایک خلا ہے جسے ہم کو پورا کرنا چاہیئے۔ جو ہمیں علم ہے اپنے بچوں کو اس میں شریک کر کے ساتھ بڑھانا چاہیئے۔ اس سے کئی دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ غلط جگہوں پر جا پڑتے ہیں تو

بچے سلام پھیر دیتے ہیں یا بعض نو احمدی، نو مسلم بھی، تربیت کے محتاج ہوتے ہیں۔ ان کو احمدی بنانے والا آگے مزید باتیں نہیں بتاتا اور اپنے علم میں شریک نہیں کرتا۔ اس لئے دوبارہ یہ باتیں بتانی پڑتی ہیں۔
نماز جمعہ اور عصر کے معاً بعد

## دو مرحومین کی نماز جنازہ غائب

ہوگی۔ ایک مکرم محمد عبد اللطیف صاحب ابن مکرم منشی محمد اسمٰعیل صاحب صحابیؓ، ۲۲ اکتوبر کو دل کے حملہ سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر لئیق احمد صاحب آف واشنگٹن کے والد تھے، اُن کی طرف سے درخواست ہے کہ نماز جنازہ غائب پڑھائی جائے۔ دوسرے ہمارے امریکہ ہی کے ایک دوست بشیر الرحمٰن صاحب آف نیویارک کی والدہ انتقال فرما گئی ہیں اُن کی طرف سے بھی نماز جنازہ غائب پڑھائی جانے کی درخواست آئی ہے۔

---

## موجودہ حالات سے متأثر ہو کر

الٰہی تیرے در پہ آئے ہیں کچھ التجا لے کر
تیرے مجبور و بے بس اور یہ لاچار سے بندے

نہیں چھینے ہیں دیتے مسلماں رہ کے دُنیا میں
تعصّب کے زہر سے ہو گئے بیمار سے بندے

ہیں مفتی اور ٹھیکیدار تیرے دین کے اب وہ
لقب جن کو ملا "مولانا" ہیں بے کار سے بندے

قلعہ اسلام کا ہے یہ مگر ہیں کام شیطانی
اذانیں بند کرتے ہیں ضیاء سرکار کے بندے

جبیں سے تیرے گھر کی ہیں مٹاتے پھر یہ کلمہ
خدایا! کیوں نہیں ڈرتے تیرے انکار سے بندے

نہیں ہے عار کوئی اِن کو تیرا گھر جلانے میں
مگر پھر بھی تیری قربت کے دعویدار سے بندے

نہیں ہم کلمہ لکھ سکتے نہیں قرآن پڑھ سکتے
جُرم ہے عشق کیوں کرتے ہیں تیرے پیار سے بندے

تیرے گھر کا بھی اصلی نام تک ہم لے نہیں سکتے
بہت مقہور ہیں مولا ترے دربار کے بندے

تری خاطر ہی ماریں کھاتے ہے اور جان دیتے ہیں
مگر دیں سے نہیں پھرتے تیرے جی دار سے بندے

تیری جانب بُلانے پہ ہیں کرتے بند جیلوں میں
نہ جانے تجھ سے یا ہم سے ہیں کیوں بیزار سے بندے

الٰہی دے ہدایت اِن کو آخر ہم بھی انساں ہیں
تیرے پیارے کی اُمت ہیں تیرے دلدار کے بندے

نسیمؔ یاد رکھیو آج شامل ہیں جو آخری صف میں
نکالے جا رہے ہیں جو تیرے دربار سے بندے

محمد انتظار احمد نسیمؔ ابن مکرم چوہدری فرزند علی صاحب ۶۲ ناصر آباد ربوہ

---

# احمدیوں کو پریشان کرنے کی مہم جاری ہے

## ہفت روزہ "ایشین ہیرالڈ" مڈل سیکس لندن کی تازہ رپورٹ

انگریزی سے ترجمہ مکرم چوہدری سعید احمد صاحب بی اے آنرز۔ قادیان

کراچی سے موصولہ رپورٹوں نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ احمدیہ فرقہ کے ماننے والوں (جنکو ضیاء سرکار نے غیر مسلم تنظیم قرار دیا ہے) کے خلاف پاکستان کے قانونی ضابطہ کے ماتحت مزید پابندیاں لگانے پر سرکاری پروگرام تیز کر دیا گیا ہے۔ اس ضابطہ کی دفعہ ۲۹۵ کے تحت یہ ایک جرم ہے کہ کوئی احمدی اپنے گھر یا اپنے کاروبار کی جگہ پر کلمہ کے بورڈ یا قرآن شریف کی کوئی عبارت لگائے جو رسول کریم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین ہے۔

ایسی متعدد اطلاعات ہیں کہ بہت بڑی تعداد میں پولیس زبردستی احمدیوں کے گھروں میں گھس گئی تا زبردستی ضابطہ ۲۹۵ کے ماتحت عائد کردہ پابندیوں کی تنفیذ کروائی جائے۔

---

**سرگودہا کی مسجد پر حملہ** سرگودہا میں سٹی مجسٹریٹ دو سو پولیس والوں کی مضبوط ٹکڑی کے ہمراہ زبردستی احمدیہ مسجد میں داخل ہوا اور دیواروں پر مذہبی عبارتوں پر سُرخ پینٹ لیپ کر کے وحشیانہ رنگ میں عمارت کی بے حرمتی کی۔ چار احمدیوں کو گرفتار کر لیا گیا اور انہیں زیرِ حراست لے کر دفعہ ۲۹۵ کے تحت ملزم گردانا گیا۔

**ڈاکٹر کو گرفتار کیا گیا** خوشاب کے نواح میں ایک سرکردہ احمدی ڈاکٹر کو مذکورہ دفعہ میں زیرِ الزام لا کر اُس کے گھر میں زبردستی گھس کر اُس کی بیوی اور خاندان کو گالیاں دی گئیں اور بے عزتی کی گئی اور خوشنما مذہبی قطعات کو وہاں سے ہٹا دیا گیا۔ ڈاکٹر کا اپاہج بیٹا جب اپنی والدہ کو گالی گلوچ سے بچانے کے لئے بڑھا تو پولیس اُس پر تشدد کرتے ہوئے اُسے مارنے لگ گئی۔ اس حملہ کے ایک روز بعد پولیس نے حکیم محمد امین صاحب خالد کے دواخانہ پر ہلّا بول کر حکیم صاحب اور ان کے بھتیجے تنویر احمد کو گرفتار کر لیا۔ اگرچہ گرفتاری کے وقت گرفتار کرنے کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی اور فوراً کوئی الزام نہیں لگایا گیا۔ اگلے روز اُنہیں بتایا گیا کہ مقامی ملّاں نے اُن کے خلاف زیرِ دفعہ ۲۹۵ یہ شکایت کی تھی کہ اُنہوں نے اپنے دواخانہ پر کلمہ لکھوایا ہوا تھا۔

جماعتِ احمدیہ کے پریس سیکرٹری رشید احمد صاحب چوہدری کی طرف سے اطلاع کے مطابق اِس علاقہ میں اور بھی بہت سے سرکردہ احمدیوں کی دفعہ ۲۹۵ کی خلاف ورزی کے الزام میں گرفتاریاں ہوئی ہیں۔

**سابق فوجی پر حملہ** گجرات میں ایک اَسّی سالہ ریٹائرڈ فوجی کیپٹن شیر محمد صاحب جب بازار میں کچھ خریدنے گئے تو بُری طرح درندگی سے اُنہیں مارپیٹ کی گئی۔ ایک دوکاندار کی دوکان میں داخل ہو کر جو خود بھی مُلّاں تھا اُس کے تین ساتھیوں نے کیپٹن محمد کو دھکا دیکر زمین پر گرا لیا اور لگاتار ٹھُڈّے مارنے لگے اور اُن کو شدید زخمی کر دیا۔ یہ حملہ بظاہر چالاکی سے چلائی گئی اُس گفتگو سے ہُوا جس کے دوران کیپٹن محمد نے احمدی عقیدہ کی اُن الزامات کے خلاف حمایت کی جن کی رُو سے احمدیوں کو کافر قرار دیا گیا ہے۔

پورے واقعہ کو بظاہر دو پولیس والوں نے شروع سے آخر تک مشاہدہ کیا لیکن اُنہوں نے بوڑھے کیپٹن کو شدید ضربات پہنچائے جانے کی کارروائی کو روکنے میں کوئی مداخلت نہ کی۔

**وحشی** احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن یو۔کے، کے ایک سپوکسمین (spokesman) نے پُر زور لہجہ میں پاکستان کے سول حکام پر تنقید کرتے ہوئے اُن پر ملّاؤں کا ایجنٹ بن جانے کا الزام لگایا ہے اور یہ کہ اُنہوں نے اپنے آپ کو ملک کے وحشی ظاہر کیا ہے جن کا بڑا مقصد احمدیوں کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی کرنا معلوم ہوتا ہے نہ کہ امن و قانون قائم کرنا۔ (ایشین ہیرالڈ ۱۷ تا ۲۳ نومبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۶)

## مسلمانانِ عالم کے لئے لمحۂ فکریہ!

# عظمتِ کعبہ

از مکرم عبد الرحیم صاحب راٹھور باری پورہ کشمیر

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ۔

"حج کے مہینے سب کے جانے پہچانے ہوئے ہیں۔ پس جو شخص اُن میں حج کا ارادہ پختہ کرلے۔ اُسے یاد رہے کہ حج کے ایام میں نہ تو کوئی شہوت کی بات، نہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور نہ کسی قسم کا جھگڑا کرنا جائز ہوگا۔"

(تفسیر صغیر)

تاریخ عالم گواہ ہے کہ ترک حیا، فحاشی، فتنہ و فساد اور خون ریزی کے نتیجہ میں ہر قسم کی ترقی کے راستے بند ہو جاتے ہیں، امن و امان کی کھیتی مرجھا جاتی ہے۔ اور فلاح و بہبود کی ساری اُمیدوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ اس بات کا دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے کہ مغربی ممالک حیا کے فقدان اور عام فحاشی کے ہوتے ہوئے بھی مادی ترقی میں بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ اہل بصیرت بخوبی جانتے ہیں کہ وہاں کے لوگ اِلّا ماشاء اللہ۔ ذہنی سکون اور قلبی اطمینان کی دولت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اسی دیوالیہ پن کے علاج بالمثل کے طور پر سینماؤں میں فحاشی کی فلمیں، ملک میں عام برہنگی کی تحریکیں اور کثرتِ شراب نوشی اور حشیش وغیرہ کے استعمال کی عادتیں تیزی کے ساتھ زور پکڑ رہی ہیں۔ اخلاقی تنزل کے اس تیز بہاؤ کے سامنے مجالس قانون ساز لاچار ہوکر ہتھیار ڈال چکی ہیں۔ اور ایسے قوانین بنانے پر مجبور ہوئی ہیں۔ جن کا ذکر کرنا بھی شرعًا اور اخلاقًا مکروہ ہے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ مغرب صدہا سال سے فاسد اور نامعقول مذہبی عقائد کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ جب فلسفہ اور علوم میں ترقی ہوئی تو ان باطل عقائد کا بھرم ایسا کھل گیا کہ اہل مغرب کو لادینیت کے بحرِ ظلمات کے سوا اور کہیں پناہ نہ ملی۔ صحیح عقائد اور حقیقی اسلام کی تبلیغ نہ ہونے کی وجہ سے اہل مغرب ایسے راستے پر چل پڑے جس کی ہر اگلی منزل ان کے ذہنی سکون اور قلبی اطمینان کی دشمن ثابت ہوئی۔ حتیٰ کہ وہ منزلِ مقصود سے مخالف سمت میں اتنا دور جا نکلے ہیں جہاں سے اُن کو واپس لوٹانا اور صراطِ مستقیم پر چلانا صرف اور صرف کسی مؤید من اللہ مردِ مومن کے بس کی بات ہے۔ کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کی ہرگز مجال نہیں ہے۔ نہ یہ کسی خود ساختہ مصلح کا کام ہے۔ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فرستادہ کے ذریعہ سے ہر زمانہ میں بنی نوعِ انسان کو سیدھا راستہ دکھانے کا ذمہ دار ہے۔ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہدایت دینا اور دین کا صحیح راستہ دکھانا ہمارا کام ہے۔ وہی مصلح کامیاب ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے وحی و الہام کے ذریعہ سے حکم پاکر اُسی ہادی برحق وحدہٗ لاشریک کی تائید و نصرت سے بنی نوعِ انسان کی ہدایت کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ یا مامورِ وقت کا سچا متبع۔

اسلام نہ صرف ہر قسم کا فساد ناپسند فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ۔ بلکہ فساد برپا کرنے والوں کو تاکیدی الفاظ اپنی غضبناک وعید سناتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ۔ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کا کام بار آور نہیں ہونے دیتا۔

اللہ اللہ! کعبہ کی عظمت اور عبادتِ حج کی افضلیت جس کے پیش نظر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خاص طور پر ہدایت فرماتا ہے کہ وہ ایام حج میں کسی قسم کی بے حیائی کی بات یا فاحشانہ حرکت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی سے باز رہیں۔ فساد اور جھگڑے سے اجتناب کریں اور کسی صورت میں بھی خون ریزی کی نوبت نہ آنے دیں۔ حج وہ عبادت ہے جس میں حاجی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنے جذبات و خواہشات اور اپنے مال و جان کی قربانی پیش کرنے کے لئے بیت اللہ کے گرد طواف کرتے ہوئے عاشقانہ انداز میں لبیک لبیک پکارتے اور جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کعبہ شریف جس کے سایہ میں حاجی اپنا عہد وفا دُہرانے کے لئے اپنا گھر، اہل و عیال اور آرام چھوڑ کر سفر کی صعوبتیں اُٹھا کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وہ اوّلین علاماتی گھر ہے۔ جسے اُس نے بنی نوع انسان کے حقیقی فائدہ کے لئے اور اُس کی دائمی فلاح و بہبود کی خاطر قائم فرمایا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (آل عمران)۔

بیشک اللہ تعالیٰ کا وہ پہلا گھر جسے اُس نے لوگوں کے فائدہ کے لئے قائم کیا ہے وہی ہے جو مکہ میں ہے۔ وہ بہت برکت والا ہے اور اُس میں لوگوں کے لئے ہدایت کے سامان ہیں۔ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ اور جو اُس مبارک گھر میں داخل ہوتا ہے وہ امن میں ہے۔

عام طور پر لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ خانہ کعبہ کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی ہے اور انہوں نے ہی اُسے تعمیر کیا ہے۔ لیکن قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ یا بیت اللہ کی بنیادیں پہلے ہی اُس مقام پر موجود تھیں۔ قرین قیاس یہی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت آدم علیہ السلام نے اُسے تعمیر کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مندرجہ بخاری شریف اور مستند تاریخی شواہد بھی اسی بات کی تائید کرتے ہیں۔ (ملخص از انگریزی تفسیر مطبوعہ آر بی کور بوہ) حضرت آدم علیہ السلام سے قریبًا دو ہزار سال بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے فلسطین سے چل کر اس مقام پر پہنچے اور آپ نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کو اس وادی غیر ذی زرع میں یہ دُعا کرتے ہوئے چھوڑا۔ رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ (ابراہیم)

اے میرے رب میں نے اس غیر ذی زرع وادی میں اپنی اولاد میں بعض کو بسایا ہے اس دُعا میں عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ کا فصیح و بلیغ فقرہ اس حقیقت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ کہ اُس وقت اُس مقام پر کعبۃ اللہ کے نشانات موجود تھے۔ اس واقعہ کے کئی سال بعد جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بڑے ہوکر اس قابل ہوگئے کہ بیت اللہ کی تعمیر کرنے میں اپنے مقدس باپ کا ہاتھ بٹا سکیں۔ اُس وقت دونوں نے مل کر مقدس بیت اللہ کی بنیادیں بلند کیں۔ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ۔ اور اس وقت کو یاد کر جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام اس گھر کی بنیادیں بلند کر رہے تھے۔ مقدس مزدور گارا اور پتھر لاکر دیتا تھا۔ اور مقدس باپ معمار بن کر وہ پتھر قرینے سے جوڑ کر بیت اللہ کی بنیادیں بلند کرتا تھا۔ اور اللہ کے حسین فرشتے اُن پر رحمتوں کے پھول برسا رہے تھے۔ اور برکت بھرے میوہ جات کے انبار اُن کے سامنے ان کے لئے اور ان کی آئندہ نسلوں کے لئے لگا رہے تھے۔ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ شریف کو قبل از اسلام کے زمانہ میں بھی عظمت حاصل تھی۔ زمانہ جاہلیت کے عرب خانہ کعبہ کو بیت اللہ یقین کرتے تھے۔ اس کا بہت احترام کرتے تھے۔ اس کی قسمیں کھاتے تھے۔ اور یہ یقین کرتے تھے کہ یہ خدا تعالیٰ کا علاماتی گھر ہے اور وہی اس کا محافظ ہے۔ مشہور واقعہ ہے کہ جب ابرہہ بیت اللہ کی عظمت کا خیال اہل عرب کے دلوں سے نکالنے کے لئے بیت اللہ کے گرانے کے ارادہ سے ہاتھیوں کی فوج لے کر مکہ کے قریب آکر ایک مقام پر رُکا تو اُس کے فوجی اہل مکہ کے کچھ اونٹ ہانک کر لے گئے۔ یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب ابرہہ کے پاس گئے۔ ابرہہ ان کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوا اور اُس نے کہا کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ عبد المطلب نے کہا کہ آپ کے فوجی میرے اونٹ ہانک کر لے آئے ہیں وہ واپس کئے جائیں۔ اُس نے اونٹ واپس لائے اور کہا "میں تمہارا کعبہ مسمار کرنے کے واسطے آیا ہوں۔ مگر تم نے اس کی فکر نہ کی اور اپنے اُونٹوں کی فکر کی" حضرت عبد المطلب نے بے پروائی کے انداز میں کہا۔ اَنَا رَبُّ الْاِبِلِ۔

وَلِلْبَیْتِ رَبٌّ یَّمْنَعُہٗ" کہ میں تو اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے مجھے ان کا فکر ہے۔ مگر اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ (سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) پھر جو عبرت ناک انجام ابرہہ اور اس کی فوج کا ہوا وہ بھی علم تاریخ کے مطالعہ کا شوق رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی اہمیت کے پیش نظر قرآن کریم کی ایک سورت میں اس کا ذکر محفوظ فرما دیا۔ اور اس واقعہ کو اپنی ہستی اور اپنے مقتدر ہونے کے ثبوت کے طور پر پیش فرمایا۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ۔

دوسرا واقعہ جس سے اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ اہل عرب بیت اللہ کا بے حد احترام کرتے تھے اور اس کے تقدس کی حفاظت کے لئے اپنے جذبات اور اپنا مال و جان اور اپنی عزت قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اور یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت سے چند سال قبل کا ہے۔ قریش مکہ نے باہم مشورہ کر کے بیت اللہ کی سالخوردہ عمارت سامان کی کمی کی وجہ سے ابراہیمی بنیادوں سے کچھ حصہ چھوڑ کر دوبارہ تعمیر کرنا شروع کی۔ جب وہ بیت اللہ کی تعمیر کرتے ہوئے حجر اسود کی جگہ پہنچے تو قبائل قریش کے اندر اس بات پر سخت جھگڑا ہوا کہ کون قبیلہ اسے اس کی جگہ پر رکھے ہر قبیلہ اس عزت کو اپنے لئے چاہتا تھا۔ حتیٰ کہ لوگ آپس میں لڑنے مرنے کو تیار ہو گئے اور بعض نے تو زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق خون سے بھرے ہوئے ایک پیالے میں انگلیاں ڈبو کر قسمیں کھائیں۔ کہ لڑ کر مر جائیں گے مگر اس عزت کو اپنے قبیلہ سے باہر نہ جانے دیں گے۔ (لیکن ساتھ ہی سب کے دلوں میں یہ شدید احساس بھی تھا کہ اگر خانہ کعبہ میں خون گرا تو خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہو گا جس سے پھر کوئی مفر نہیں ہے۔ ناقل) اس جھگڑے کی وجہ سے تعمیر کعبہ کا کام کئی دن تک بند رہا۔ آخر ابو امیہ بن مغیرہ نے تجویز پیش کی کہ جو شخص سب سے پہلے حرم کے اندر آتا دکھائی دیا وہ اس بات میں حکم ہو کر فیصلہ کرے کہ اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت لوگوں کی آنکھیں جو اٹھیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر سب یک زبان ہو کر کہا امین

امین۔ اور سب نے بالاتفاق کہا "ہم اس کے فیصلہ پر راضی ہیں" جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریب تشریف لائے تو انہوں نے آپ سے حقیقت امر بیان کی اور فیصلہ چاہا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ایسا فیصلہ فرمایا کہ سب سرداران قریش دنگ رہ گئے۔ اور آفرین پکار اٹھے۔ آپ نے اپنی چادر لی اور اس پر حجر اسود رکھا اور تمام قبائل قریش کے رؤسا کو اس چادر کے کونے پکڑوائے اور چادر اٹھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب نے مل کر چادر اٹھا لی۔ اور کسی کو بھی شکایت نہ رہی...... جب حجر اسود کے اصل محاذ میں چادر پہنچی تو آپ نے اپنے دست مبارک سے اسے اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔" (سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۴۱ - ۱۴۲)

اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مشکل ترین مسئلہ خداداد قابلیت اور حکمت عملی سے سلجھا دیا بیت اللہ کی حرمت اور اس کا تقدس بھی قائم رہا اور قریش کا کوئی قبیلہ بھی حجر اسود اپنے مقام پر نصب کرنے کے اعزاز سے محروم نہ رہا۔

نفسیات کا طالب علم بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اگرچہ اپنے اپنے قبیلہ کے وقار کی خاطر جذبات سے مغلوب ہو کر ہر قبیلہ کے جوشیلے نوجوان لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ تاہم ان کے دل کے پردوں میں یہ بات بھی شدت سے کروٹیں لے رہی تھی کہ مقدس بیت اللہ کے قرب میں اپنی دیرینہ روایات کے خلاف خون ریزی کر کے وہ کہیں رب کعبہ کا غضب بھڑکانے والے نہ بنیں۔ اور اس طرح خود ہی اپنی تباہی کے فوری سامان نہ کر بیٹھیں۔ لہٰذا یہ فیصلہ قبول کر کے انہوں نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے غضب سے بچا لیا اور ہمیشہ کے لئے ثبوت مہیا کیا کہ وہ خانہ کعبہ کو خدا تعالیٰ کا گھر یقین کرتے تھے۔

سوچنے کی بات ہے کہ قرآن کریم کی واضح ہدایات اور تاریخ کی تنبیہات کے جانتے ہوئے کیوں بیت اللہ کا تقدس اور حرم محترم کی حرمت اپنی انا کے لئے قربان کرنے سے ذرا بھی تامل نہیں کیا جاتا ذٰلِکَ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ (الحج) سچی بات تو یہ ہے کہ جو کوئی بھی

اللہ تعالیٰ کے مقدس نشانات کی تعظیم کرتا ہے۔ (وہی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں متقی اور کامیاب ہونے والا قرار پاتا ہے) لیکن یہ (اعزاز) تو دلوں کے تقویٰ کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے۔

بلاشک ان حالات و کیفیات کا اثر حساس طبائع کے لئے شدید صدمے کا باعث ہوتا اسلام کا درد رکھنے والے دلوں کی دنیا میں شدید زلزلہ لاتا اور محبان شہداء الاولین والآخرین کو ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپا دیتا اگر اللہ تعالیٰ نے ان درد انگیز حالات اور غم افزا و روح فرسا کیفیات کے وقوع پذیر ہونے کی خبر قبل از وقت قرآن کریم میں نہ دی ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے الفاظ قدسیہ میں بیان نہ فرمائی ہوتی۔ چنانچہ قرآن کریم اور ارشادات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ پیشگوئیاں پڑھ کر اور ان کو اپنے سامنے پورا ہوتے دیکھ کر دل مزید تسلی پاتے ہیں۔ ایمان تازہ ہوتا ہے اور کلام اللہ کی حقانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر یقین اور بھی مضبوط ہو جاتا ہے۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں کہ اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کریم کو چھوڑ دیا ہے

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا
(درثمین)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے بارے میں فرمایا ہے۔ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَتَبِعْتُمُوْھُمْ۔ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی؟ قَالَ فَمَنْ۔ (بخاری و مسلم)

فرمایا! اے مسلمانو!! یقیناً تم اپنے سے پہلی قوموں کے نقش قدم پر چلو گے، ہو بہو اور مو بمو یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں تو تم اس بات میں بھی ان کی پیروی کرو گے۔ دریافت کیا گیا کہ پہلی قوموں سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں؟ فرمایا اور کون صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہی مفہوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسان الفاظ اور سلیس عبارت میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی عُلَمَآءُھُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ۔ (مشکوٰۃ)

فرمایا، اس امت کے لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کے صرف حروف باقی رہ جائیں گے۔ ان کی مساجد بظاہر آباد ہوں گی۔ لیکن ہدایت سے خالی اور ویران ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے سب مخلوق سے بدتر ہوں گے۔ ان علماء ہی کے اندر سے فتنے نکلیں گے اور ان ہی کے اندر لوٹ جائیں گے۔ گویا وہ فتنوں کے مرکز ہوں گے۔ شاعر مشرق نے کیا خوب فرمایا ہے

ہیں صنم خانوں میں خوش ہیں کہ مسلمان گئے
اپنی بغلوں میں دبائے ہوئے قرآن گئے
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

## اعلان نکاح

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں مورخہ ۱۹ ۱۲/۸۷ کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیزہ صالحہ بیگم سلمہا بنت مکرم میر احمد اشرف صاحب ساکن حیدرآباد (آندھرا پردیش) کا نکاح عزیز مکرم مولوی مبشر احمد صاحب عاقل ابن مکرم سید منظور احمد صاحب عاقل درویش مرحوم ساکن قادیان کے ساتھ بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پڑھا۔ اس خوشی میں مکرم میر احمد اشرف صاحب نے بطور شکرانہ اعانت بدر میں تیس روپیے ادا کئے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

قارئین بدر سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

# مجالس علم و عرفان بقیہ صفحہ اوّل

دوسری طرف یہ ایمان رکھتے ہیں کہ نبوت اور امامت دونوں ختم ہو گئی ہیں۔ یہ صورتِ حال قطعی ممکن نہیں۔

حضور نے فرمایا۔ اب میں جماعتِ احمدیہ کا مفہوم اِس دُعا کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ درود شریف کی اِس دُعا سے ہمارا ذہن فوری طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اَبوّت FATHERHOOD کی طرف جاتا ہے اور آیت خاتم النبیین یعنی "ماکان محمدٌ اَبا..." میں بھی خاتم کا مطلب ابوالانبیاء ہی ہو سکتا ہے۔ بلکہ حضرت ابراہیمؑ سے بھی کئی گنا زیادہ شان والا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے۔ کیونکہ اِس آیت کے مطابق حضرت ابراہیمؑ بھی اِن انبیاء کا حصہ بن جاتے ہیں جن کا خاتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا گیا ہے اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کفارِ مکّہ کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ تم کہتے ہو کہ محمدؐ تم جیسے مردوں کے باپ نہیں۔ وہ تو حضرت ابراہیمؑ سے بھی بڑے ابوالانبیاء ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اِس آیت کے مطابق وہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی مل چکا ہے جس کے ملنے کی ہم دُعا مانگتے ہیں۔ اور دُعا محض ہم لوگوں کو شامل کرنے کے لئے سکھائی گئی ہے۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلے ہی ابوالانبیاء قرار دیئے جا چکے ہیں۔ اُن کی نبوّت ماضی اور مستقبل دونوں کے لئے ہے۔ وکان اللّٰہ بکل شیئٍ علیماً میں اِس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے کہ لفظ خاتم کا اطلاق اِس زمانے تک ہونے والا ہے جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور درود شریف میں حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ مشابہت دے کر مستقبل کی نبوت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ماضی کی طرف نہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ اپنے پہلے انبیاء کے خاتم نہیں تھے۔ مثال کے طور پر آپ حضرت نوحؑ کے خاتم نہیں تھے۔ لیکن اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت بھی خاتم النبیین تھے جبکہ آدم ابھی پیدا نہیں ہوا تھا۔

پس درود شریف کی دُعا کے صحیح معنے سمجھ جانے سے حضرت ابراہیمؑ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت کی نوعیت سمجھ آ جاتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ مستقبل کے ابوالانبیاء تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوّت اور خاتمیت ماضی اور مستقبل دونوں کے لئے ہے۔ یہ جاننے کے لئے کہ اس مشابہت کی نوعیت اور درجہ کیا تھا یہ سمجھنا ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک نبوت اُس بلند مقام پر پہنچ چکی تھی جس پر اُس سے پہلے کبھی نہیں پہنچی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کی نبوّت کی افادیت ایک خاص زمانے اور مقام کے لئے تھی۔ لیکن آپؐ کی نبوت وقت اور مقام کی حدود سے بالا تر ہو گئی۔ پس اگر نبوت کی وہ تعریف کی جائے جس کا اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہوتا ہے۔ تو پھر آپ سے پہلے کوئی ایسا نبی پیدا نہیں ہوا۔ اور اگر نبوت کم درجے کی بھی ہو سکتی ہے تو آپؐ کی نبوت اِس عام نبوت سے بہت ہی بلند ہے۔ اس لئے آپؐ کے مرتبے کے نبی اِس کثرت سے ظاہر نہیں ہو سکتے تھے۔ جتنے حضرت ابراہیمؑ کی نسل میں ظاہر ہوئے۔ چنانچہ اِس درجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو یہ خوشخبری دی تھی کہ "علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل" کہ میرے علماء کا درجہ اور مقام وہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بنی اسرائیل کے انبیاء کا تھا۔ اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کا مفہوم ہے۔ اس کی وسعت کا اندازہ اِس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگرچہ اُمتِ محمدیہ میں بے شمار نبی دیئے جائیں گے۔ جن کا درجہ بنی اسرائیل کے نبیوں کے برابر ہو گا لیکن پھر بھی ان پر لفظ نبی کا اطلاق نہیں ہو گا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے مقامِ نبوت وسیع ترین ہو کر زمانے اور جگہ کی قیود سے آزاد ہو گیا ہے۔ اور علماء اُمت کسی بھی حالت میں اِس وسعت کو نہیں پہنچ سکتے تھے اِس لئے اِن کو نبی کا نام نہیں دیا گیا۔ لیکن اِن کا درجہ بنی اسرائیل کے انبیاء سے کسی طرح کم نہیں بلکہ ممکن ہے کہ زیادہ ہی ہو۔ کیونکہ "کانبیاء" میں "ک" کا ترجمہ دو طرح کیا جاتا ہے۔ (۱) اُمّتِ محمدیہ کے علماء بنی اسرائیل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں لیکن مرتبے کے لحاظ سے کم ہیں۔ (۲) درود شریف کی طرح کماصلیت علیٰ ابراہیم" کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم سے کسی طرح کم نہیں بلکہ برابر یا زیادہ۔ حضور نے فرمایا۔ میرے نزدیک یہ لفظ "ک" یہاں دوسرے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت کے علماء نبوت کا نام نہیں دیئے جائیں گے کیونکہ میرے آنے سے نبوت کے معنے وسیع ہو گئے ہیں۔ لیکن جہاں تک مرتبے کا تعلق ہے۔ وہ مقام اور مرتبے میں بنی اسرائیل کے برابر بھی ہو سکتے ہیں یا ان سے اونچے بھی ہو سکتے ہیں۔ (یہاں امام مہدیؑ، مسیح موعودؑ کے علاوہ دیگر علماء کا ذکر ہے کیونکہ مسیح موعودؑ کا اُمتی نبی ہونا ایک مسلّمہ مسئلہ ہے)

پس اگر آپ تاریخ اِسلام پر نظر دوڑاتے ہوئے اِسلام میں پیدا ہونے والے بزرگانِ دین کا مقابلہ بنی اسرائیل کے انبیاء سے کریں تو آپ لوگوں پر میرے بیان کا مفہوم واضح ہو جائیگا۔ بنی اسرائیل کا کون سا نبی اپنے مرتبے، بزرگی اور کام کے لحاظ سے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے بڑا تھا۔ علاوہ ازیں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اور ابن عربیؒ کے درجے کے سینکڑوں بزرگانِ دین سے اُمتِ محمدیہ کی تاریخ بھری ہوئی ہے۔ جن کے علم کی گہرائی اور کارکردگی کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا اُن سے خاص سلوک ایسا تھا جس کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے حضرت موسیٰؑ کے بعد کے نبیوں سے موازنہ کریں تو اُن کا کوئی مقابلہ نہیں۔ مخالفینِ ختمِ نبوّت تو اُمت کی ہتک کر رہے ہیں۔ حالانکہ درود شریف کے مطابق اور خاتم النبیین کی آیت کے حقیقی معنوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے پیرو کاروں کا مقام اور مرتبہ بہ نسبت بنی اسرائیل کے انبیاء کے بہت بلند و اعلیٰ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر بھی اسی حقیقت کی عکاسی کر رہا ہے۔ ؎

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

یعنی تیری پیروی کر کے ہی ہم دُنیا میں بہترین قوم بنے اور چونکہ تو نبیوں کا سردار ہے اس لئے تیری اُمت تمام اُمتوں کی سردار ہے۔ یہی حقیقی معنے خاتم النبیین اور درود شریف کے ہیں۔ اور صرف احمدی ہی ہیں جو صحیح معنوں میں درود شریف کی دُعا مانگتے ہیں۔ ورنہ ایک غیر احمدی کے لئے یہ دُعا دو مختلف نظریات کا ٹکراؤ ہے۔ اور اُن کے لئے اِس صورتِ حال سے فرار کسی طرح ممکن نہیں۔ صرف ایک ہی راستہ ہے۔ کہ وہ درود شریف اور خاتم النبیین کے وہی معنے کریں جو امام الزمان حضرتِ اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کئے ہیں۔

(بشکریہ۔ ہفت روزہ النصر لندن ۱۶ر نومبر ۱۹۸۷ء)

# جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

★— محترمہ نیاز سہیل صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ جینہ کنٹہ (آندھرا) اطلاع دیتی ہیں کہ زیرِ صدارت محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ جلسہ سیرت النبیؐ کا آغاز تلاوت قرآن کریم نظم اور عہد نامہ کے بعد دس عنوانات پر تقاریر ہوئیں اور پانچ نظمیں پڑھی گئیں۔ آخر میں سیکرٹری صاحبہ نے صدر اجلاس کا شکریہ ادا کیا اور اجتماعی دُعا کے ساتھ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

★— محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ سیکرٹری لجنہ حیدرآباد رقمطراز ہیں کہ مورخہ ۲/۱۱/۸۷ کو نماز جمعہ کے بعد مسجد احمدیہ میں محترمہ فردوس بیگم صاحبہ کی زیرِ صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم، عہد نامہ اور نظم کے بعد تین عنوانات پر تقاریر ہوئیں اور دُعا کے ساتھ اجلاس برخواست ہوا۔

★— محترمہ شیریں باسط صاحبہ صدر لجنہ کٹک تحریر فرماتی ہیں کہ مورخہ ۱۴/۱۱/۸۷ کو محترمہ صدیقہ خاتون صاحبہ کی زیرِ صدارت محترمہ امۃ القدوس رونق صاحبہ کے مکان پر جلسہ منعقد کیا گیا جس میں محترمہ منصورہ بیگم کی تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد محترمہ امۃ القدوس رونق صاحبہ اور محترمہ نجمہ پروین صاحبہ نے تقاریر کیں۔ آخر میں حسینہ بنت المبین نے نظم پڑھی اجتماعی دُعا کے بعد جلسہ کی کاروائی ختم ہوئی۔

★— محترمہ فہمیدہ ناز صاحبہ نائب سیکرٹری تعلیم و تربیت و تبلیغ لجنہ سکندر آباد اطلاع دیتی ہیں کہ جلسہ سیرۃ النبی صلعم زیرِ صدارت محترمہ فرحت الدین صاحبہ صدر لجنہ سکندر آباد منعقد ہوا۔ جس میں محترمہ عظمت فرزانہ صاحبہ کی تلاوت کے بعد سات بہنوں نے تقاریر کیں بعد دُعا جلسہ کی کاروائی ختم ہوئی۔

# سنہ ۱۹۸۸ء میں تربیتی جلسوں اور یوم التبلیغ منعقد کرنے کا پروگرام

نظارت دعوت وتبلیغ کے زیر اہتمام جماعت ہائے احمدیہ بھارت ۱۹۸۸ء میں مندرجہ ذیل طریق پر جلسہ ہائے تربیتی و یوم التبلیغ منائے گی۔ عہدیداران جماعت اور جملہ مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ اس پروگرام کے مطابق اپنے اپنے حلقہ کی جماعتوں میں جلسے منعقد کریں اور یوم التبلیغ منائیں۔ اور ان کی رپورٹیں باقاعدہ نظارت دعوت وتبلیغ کو بھجوائیں۔

جماعتیں اپنی اپنی سہولت کے مطابق جلسوں کے انعقاد کی تاریخوں میں رد و بدل کر سکتی ہیں۔

(۱): ۔ یوم مصلح موعودؓ ۲۰ تبلیغ (فروری) ۱۳۶۷ ہش / ۱۹۸۸ء بروز ہفتہ

(۲): ۔ یوم مسیح موعودؑ ۲۳ امان (مارچ) 〃 بروز بدھ

(۳): ۔ یوم خلافت ۲۷ ہجرت (مئی) 〃 بروز جمعہ

(۴): ۔ ہفتہ قرآن ۴ تا ۱۰ وفاء (جولائی) 〃 بروز سوموار تا اتوار

(۵): ۔ یوم پیشوایانِ مذاہب ۱۴ اخاء (اکتوبر) 〃 بروز جمعہ

(۶): ۔ سیرت النبیؐ ۲۴ اخاء (اکتوبر) 〃 بروز سوموار

(۷): ۔ یوم التبلیغ ۔ سال میں دو مرتبہ جماعتیں اپنی اپنی سہولت کے مطابق ان کی تاریخیں مقرر کر لیں۔

**ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان**

---

# امتحان دینی نصاب برائے جماعت ہائے احمدیہ بھارت

جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امتحان دینی نصاب بابت سال ۱۳۶۷ ہش / ۱۹۸۸ء کے لئے کتاب "ضرورت الامام" تصنیف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مقرر کی گئی ہے۔ جملہ مبلغین، معلمین کرام اور صدر صاحبان، سیکرٹریان و انسپکٹران سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں اس امتحان کی اہمیت سمجھا کر اُمیدواران کی فہرست جلد مرکز کو بھجوائیں گے۔

اس امتحان کی تاریخ ۲۵ ستمبر بروز اتوار مقرر کی گئی ہے مذکورہ بالا کتاب نشر و اشاعت سے ۲/- (صرف دو روپے) کی قیمت پر مل سکتی ہے۔

**ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان**

---

# امتحانات دینی نصاب

## برائے

## مبلغین و معلمین اور کارکنان درجہ اوّل دوئم سوئم

مبلغین کرام ۔ معلمین وقفِ جدید و کارکنان درجہ اوّل ۔ دوم و سوم کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اُن کے دینی نصاب کا سالانہ امتحان بابت سال ۶۸-۱۳۶۷ ہش / ۸۹-۱۹۸۸ء مورخہ ۲۷ امان ۱۳۶۷ ہش بمطابق ۲۷ مارچ ۱۹۸۸ء بروز اتوار ہوگا۔

دینی نصاب کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ **برائے مبلغین کرام**: ۔ کتاب "تبلیغ ہدایت" مکمل تصنیف حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے۔

۲۔ **برائے معلمین کرام**: ۔ "دینیات کی پہلی کتاب" تصنیف مولوی عبدالرحمٰن صاحب بشیر۔

۳۔ **برائے کارکنان**: ۔

ا: ۔ ترجمہ قرآن مجید: ۔ بامحاورہ ترجمہ قرآن مجید پارہ بارہواں نصف اوّل۔

ب: ۔ علم الکلام: ۔ کتاب "کشتی نوح" تصنیف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

د: ۔ انٹرویو: ۔ تلاوت قرآن مجید ناظرہ ۔ دُعائے نمازِ جنازہ ۔ دُعائے استخارہ ۔ خطبہ جمعہ ۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور وفات حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی چار چار دلائل ۔ خلفائے احمدیت کی طرف سے جاری فرمودہ تحریکات، معائنہ شعار اسلامی۔

**ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان**

---

# پروگرام دورہ مکرم مولوی سید نصیر الدین احمد صاحب انسپکٹر بیت المال آمد

## برائے صوبہ بنگال ۔ اُڑیسہ ۔ آندھرا

جملہ جماعت ہائے احمدیہ بنگال ۔ اُڑیسہ ۔ آندھرا کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مورخہ ۱/۸۸-۲۶ سے انسپکٹر صاحب موصوف درج ذیل پروگرام کے مطابق بغرض پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات و تشخیص بجٹ ۸۹-۱۹۸۸ء دورہ کریں گے۔ جملہ عہدیداران جماعت و مبلغین کرام سے انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ کماحقہ، تعاون کرنے کی درخواست ہے ۔ متعلقہ جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو بذریعہ خطوط اطلاع دی جارہی ہے۔

**ناظر بیت المال آمد**

| نام جماعت | رسیدگی | قیام | روانگی | نام جماعت | رسیدگی | قیام | روانگی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| قادیان | - | - | ۲۶ ۱/۸۸ | غنچہ پاڑا | ۱۰ ۳/۸۸ | ۱ | ۱۱ ۳/۸۸ |
| کلکتہ | ۱۸ ۱/۸۸ | ۱۳ | ۱ ۲/۸۸ | چھ دوار | ۱۱ | ۱ | ۱۲ |
| برلیہ ہوگلہ | ۱ ۲/۸۸ | ۱ | ۲ | کٹک | ۱۲ | ۱ | ۱۳ |
| موہن پور } ڈائمنڈ ہاربر کے | ۲ | ۱ | ۳ | سبھو بنیشور | ۱۳ | ۲ | ۱۵ |
| کبیرا بانسرہ | ۳ | ۱ | ۴ | مانیکا گوڑا } نیاگڑھ | ۱۵ | ۱ | ۱۶ |
| کلکتہ | ۴ | ۱ | ۵ | نرگاؤں | ۱۶ | ۱ | ۱۷ |
| حلقہ مرشد آباد | ۵ | ۵ | ۱۰ | خوردہ کیرنگ | ۱۷ | ۷ | ۲۴ |
| کلکتہ | ۱۰ | ۱ | ۱۱ | کٹک | ۲۴ | ۲ | ۲۶ |
| کھڑک پور | ۱۱ | ۱ | ۱۲ | کیندراپاڑا | ۲۶ | ۱ | ۲۷ |
| موسیٰ بنی مائنز } مہو بھنڈار | ۱۲ | ۵ | ۱۷ | سونگڑہ | ۲۷ | ۲ | ۲۹ |
| | | | | کٹک | ۲۹ | ۱ | ۳۰ |
| جمشید پور | ۱۷ | ۲ | ۱۹ | سرونیا گاؤں | ۳۰ | ۱ | ۳۱ |
| روڑکلہ | ۱۹ | ۲ | ۲۱ | پارا دیپ | ۳۱ | ۱ | ۱ ۴/ |
| سمبل پور | ۲۱ | ۱ | ۲۲ | کٹک | ۱ ۴/ | ۳ | ۴ |
| لبنہ پردہ | ۲۲ | ۱ | ۲۳ | حیدر آباد | ۴ | ۲ | ۶ |
| کٹک | ۲۳ | ۲ | ۲۵ | جینتہ کنٹہ و ڈومان | ۶ | ۲ | ۸ |
| بھدرک | ۲۵ | ۳ | ۲۸ | جڑچرلہ } محبوب نگر | ۸ | ۱ | ۹ |
| سورو ہلدی پلدا | ۲۸ | ۲ | ۱ ۳/۸۸ | | | | |
| کٹک | ۱ ۳/ | | ۲ | ظہیر آباد | ۹ | ۱ | ۱۰ |
| کوٹیلہ | ۲ | ۱ | ۳ | عادل آباد | ۱۰ | ۱ | ۱۱ |
| مینکال | ۳ | ۲ | ۵ | چنداپورم } کاماریڈی | ۱۱ | ۱ | ۱۲ |
| کرڈاپلی | ۵ | ۳ | ۸ | | | | |
| ارکہ پٹنہ | ۸ | ۱ | ۹ | حیدر آباد | ۱۲ | ۱۰ | ۲۲ |
| تالبرکوٹ | ۹ | ۱ | ۱۰ | قادیان | ۲۴ ۴/۸۸ | - | - |

---

**درخواست دُعا**: ۔ محترمہ والدہ صاحبہ مکرم سید تنویر احمد صاحب ایڈووکیٹ ایڈیشنل ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان عرصہ تقریباً ایک ماہ سول ہسپتال امرتسر میں زیر علاج رہیں۔ اب اُنہیں ڈاکٹری مشورہ پر آل انڈیا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی میں داخل کیا گیا ہے۔ موصوفہ کی کامل و عاجل شفا یابی کے لئے قارئین بدر سے دُعا کی درد مندانہ درخواست ہے۔ (ایڈیٹر)

# شانِ خاتم الانبیاءؐ

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف دلنشین پہلوؤں پر آفسیٹ طباعت سے آراستہ بارہ دیدہ زیب رسالوں کا ایک سیٹ شائع کیا گیا ہے۔ جو صرف -/۱۵ روپے منی آرڈر بھجوا کر درج ذیل ایڈریس سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

**تصحیح** ماہ تبلیغ دسمبر کے شمارہ میں پیش لفظ کے نیچے سہو کتابت سے ۱۹۸۷ء کی بجائے ۱۹۷۸ء لکھا گیا ہے۔ احباب اس کی تصحیح فرمالیں۔

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔ پن کوڈ 143516 [illegible]

---

## دینی معلومات کا
# بنیادی نصاب

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان نے مکرم حبیب اللہ خان صاحب ایم ایس سی ربوہ کی مرتبہ کتاب "دینی معلومات کا بنیادی نصاب" شائع کی ہے۔

232 صفحات پر مشتمل آفسیٹ طباعت سے آراستہ اس کتاب کا ہر گھر میں رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج کے مسائل۔ سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین اور سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفائے احمدیت اور تحریکات سالانہ وقف نیز رسوم و بدعات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفائے کرام کے ارشادات اور وفات مسیح۔ صداقت مسیح موعودؑ۔ اجرائے نبوت کے مختصر دلائل وغیرہ۔ غرضیکہ اسلام و احمدیت سے متعلق نہایت مختصر اور جامع رنگ میں ایسی بنیادی معلومات کا ذخیرہ اس میں جمع کر دیا گیا ہے جس سے ہر فرد جماعت کو آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے۔ انصار اللہ کے سالانہ دینی نصاب برائے ۱۹۸۸ء میں اس کتاب کا صفحہ ۱ تا ۵۴ شامل کیا گیا ہے۔ جملہ انصار نیز دیگر احباب جماعت اس مفید کتاب کو منگوا کر استفادہ کریں۔

قیمت صرف -/6 روپے علاوہ محصولڈاک۔

ناظم تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ

---

# بقیہ اداریہ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان زریں ہدایات کو ہمیشہ اپنے ذہنوں میں مستحضر رکھیں اور جماعتی شیرازہ بندی کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لئے اپنے اپنے دائرے میں نمایاں کردار ادا کریں۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے آمین۔

(خورشید احمد انور)

"سب سے اہم سب سے زیادہ بنیادی اور مرکزی چیز نماز ہے۔"
(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع)

AUTOWINGS,
13 - SANTHOME HIGH ROAD
MADRAS.
600004
PHONE { 76360
74350

آٹو ونگس

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ
حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD
PHONE {275475}
RESI {273903} CALCUTTA-700073

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے
(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

THE JANTA PHONE-279208
CARD BOARD BOX MFG-CO
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS
15 - PRINCEP STREET. CALCUTTA, 700072

حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر ۔ کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS
(ELECTRIC CONTRACTORS)
TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCT.
PLOT NO. 6. GROUND FLOOR
OLD CHAKALA OPP. CIGARRETTE HOUSE
ANDHERI (EAST)
PHONE {OFFICE - 6348179 / RESI - 629389} BOMBAY-400099

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النَّاصِرُ

کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں

اَلرَّؤُف جیولرز

۱۴۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی
فون نمبر ۹۹-۹۱۴

# يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے
جنہیں ہم آسمان سے وحی کرینگے }

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکرده { کرشن احمد اکرم ... اینڈ برادرس سٹاکسٹ جیون ڈریسز مینا مینا میدان روڈ بھدرک۔۔۔۱۰۰ ۷۵۶ اڑیسہ
پسر و پرانیٹرز: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر 294 ۲

---

# "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے!"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SH. GULAM HADI & BROTHERS READYMADE GARMENTS DEALERS
CHANDAN BAZAR BHADRAK, DISTT, BALASORE (ORISSA)

---

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے۔" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

## احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

## گڈلک الیکٹرانکس
انقسٹریز روڈ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی۔ وی اُوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

---

## ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے!

(کشتی نوح)

پیشکش:-
ROYAL AGENCY
PRINTERS BOOK SELLERS & EDUCATIONAL SURPLIERS.
CANNANORE - 7670001 - PHONE - 4499
HEAD OFFICE {P.O. PAYANGADI - 670303 (KERALA
PHONE No - 12

---

## پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش
SARA Traders
WHOLE SALE IN HAWAI & P.V.C. CHAPPALS
SHOE MARKET. NAYAPUL HYDERABAD - 500002
PHONE No 522860

---

قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے (ملفوظات جلد ششم ص)

## الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے
(پتہ)
نمبر ۲۰۲۹/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش)
فون نمبر - ۴۲۹۱۶

---

# "نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے!"

NIR ®
CALCUTTA-15

پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ریگزین ہوائی چپل، ہنٹر ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

ہفت روزہ بدر قادیان، مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۸۸ء رجسٹرڈ نمبر ایل/ جی ڈی ایس ۳